جشن صد سالہ عرس شریف حضرت شیخ الاسلام عطائے خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد



مرجعِ غیب

مؤلف

سید غوث الدین سنی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ نظامیہ

ناشر

مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدر آباد۔ الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ از

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی خلیل احمد صاحب قبلہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین واصحابہ الاکرمین الاجمعین اما بعد.

علم غیب سے متعلق اہل سنت والجماعت کا جو عقیدہ ہے اس کو مولانا سید غوث الدین علیہ الرحمہ نے دلائل کے ساتھ شرح وبسطہ سے بیان کیا ہے۔

یہ کتاب اس سے پہلے شائع ہوئی اور عوام میں مقبول ہوئی اور لوگ حضور پاک علیہ السلام کے علم غیب سے متعلق حقائق سے واقف ہوئے اور مطمئن ہوئے، اس کے نسخے ختم ہو چکے تھے، طلبہ فاضل اول نے اس کی طباعت واشاعت کا اہتمام کیا ہے، ان شاء اللہ سابق کی طرح اس مرتبہ بھی یہ کتاب عوام میں مقبول ہو کر پھیل جائیگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہیکہ ان طلبہ کو جزاء خیر دے اور کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا مفتی خلیل احمد صاحب

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

تقریظ از

عمدۃ المحدثین حضرت مولانا محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين واصحابه الاكرمين الاجمعين اما بعد.

کتاب مرجع غیب تالیف سید غوث الدین علیہ الرحمہ رسول پاک علیہ السلام کے علم غیب کے اثبات میں بلند پایہ مستند کتاب فاضل مؤلف نے سید المرسلین کا علم غیب کتاب وسنت ومعصور ومعقول براہین قاطعہ سے ثابت کیا۔

کتاب دراصل جناب رفیع الدین کا رسالہ نفی علم غیب کا رد جمیل ہے، یہ حق ہے کہ اللہ تعالی اپنی ذات کی طرح اپنے صفات میں بھی یکتا ہے، کوئی اس میں شریک نہیں، اور اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے اپنے صفات میں سے جس قدر چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے، اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، چنانچہ آیات واحادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو علم غیب سے سرفراز فرمایا۔

وعلمک ما لم تکن تعلم ، عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا لمن ارتضی من رسول : سے واضح ہے۔

کتاب صحیح بخاری ومسلم اور دیگر تمام کتبِ سنن میں یہ حدیث موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک روز اپنے ایک خطاب میں قیامت تک رونما ہونے والی ہر شیء کو بیان فرمایا، ساری کائنات جب آپ ہی کے نور سے بنی ہے تو کون سی شیء آپ کے علم سے غائب ہے، یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے اللہ تعالی کا علم ذاتی اور غیر محدود ہے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم اللہ تعالی کی عطاء ہے،
آیات واحادیث میں کہیں بھی اس مسئلہ میں کوئی تناقض واختلاف نہیں
، کتاب مرجع غیب ہر آئنہ مفید اور مطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے، موجودہ دور میں الحاد اور بدعقیدگی کا جو پھیلاؤ ہوا ہے اس کتاب کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے، طلبہ جماعت فاضل اول نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا، اللہ تعالی ان کو جزاء خیر عطاء فرمائیں۔ آمین

محمد خواجہ شریف صاحب
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اما بعد۔

احقر العباد سید غوث الدین سنی حنفی قادری مدرس مدرسہ نظامیہ بخدمت اہل سنت وجماعت مدعا نگار ہے کہ مولوی محمد یٰسین صاحب نے ایک رسالہ (القول المقبول فی اثبات علم غیب الرسول) تالیف کر کے طبع کرایا۔ اُن کا قصد تھا کہ سہو کاتب سے جو غلطیاں ہو گئی ہیں درست کر کے وہ رسالہ مشتہر کریں۔ مگر اس کے پیشتر ہی مولوی محمد رفیع الدین صاحب معتقد مولوی عبدالحیی حیدرآبادی شاگرد مولوی نذیر حسین غیر مقلد دہلوی نے اُس کا رد رسالۂ علم غیب تالیف کر کے چھپوا کر مشتہر کر دیا۔ کیا انصاف کے یہی معنی ہیں کہ ابھی تک وہ رسالہ مشتہر نہ ہو اس کے پہلے ہی تردید طبع کر کے شائع کی جائے۔ سبحان اللہ، کوئی ذی عقل اس کو پسند کرے گا ہرگز نہیں۔ لطفِ خاص یہ ہے کہ باوجود عدمِ لیاقتِ علمی وعدم اطلاع علیٰ مذہبِ اہل سنت وجماعت رسالہ علم غیب میں اہل سنت وجماعت پر حملہ کیا گیا فرضی طور سے سنی بن کر سنیوں کی تکفیر کی گئی، ماشاء اللہ تقیہ ہو تو ایسا ہو، ایں کار از

تو آید و مرداں چنیں کنند: بوجہ بغض وعناد تنقیص شان نبوی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ محمد رفیع الدین کا نام برائے نام ہے در پردہ اور ہی صاحب ہیں مجھ کو اس امر سے کچھ بحث نہیں کہ دراصل مؤلف کون صاحب ہیں چونکہ اہل سنت وجماعت پر بیجا حملہ کیا گیا۔ لہذا اُس کی تردید ضروریات دین سے سمجھ کر یہ چند اوراق ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ لفظ مؤلف سے مؤلف رسالہ علم غیب تصور کریں۔ مؤلف نے سب سے پہلے اس رباعی کو نقل کیا ہے۔

رباعی

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار گر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار
مصطفٰے ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبریلؑ جبریلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

اقول اس رباعی میں حصر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے جب تک کہ حضرت جبرئیل آپ کو خبر نہ دیتے۔ حالانکہ یہ غلط ہے بچند وجوہ اولاً یہ کہ احادیثِ قدسیہ صحاح ستہ ودیگر کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں، اُن میں الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں اور مضمون اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ خود حق تعالیٰ القاء فرماتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اس امر کو ادنیٰ درجہ کا طالب العلم حدیث پڑھنے والا بھی جانتا ہے۔ پس اگر حصر مذکور درست رکھا جائے تو تمام احادیث قدسیہ کا ابطال لازم آتا ہے یعنی اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام

آپ کو خبر نہ دیتے تو لازم آتا ہے کہ احادیثِ قدسیہ جن میں واسطہ حضرت جبرئیل کا نہ ہوتا بیکار اور غلط ہوجائیں اور لازم بالبداہۃ باطل ہے، پس ملزوم یعنے حصر مذکور باطل ہوگیا، وھوالمطلوب۔ ثانیاً خواب میں بکثرت اُمورِ غائبہ پر حق تعالیٰ نے بلاتوسط جبرئیل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے، **قال بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم رأیتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض**۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھکو دیدی گئیں۔

ترمذی شریف وغیرہ میں بہت حدیثیں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمورِ غائبہ پر حالت خواب میں اطلاع دی، سب کا تحریر کرنا موجب طوالت ہے۔ ثالثاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ تک رہ گئے اور آپ بہ نفس نفیس بالا سے بالا تشریف لے گئے اور ایسے مقام پر پہنچے کہ ملائکہ مقربین اور انبیاء عظام کو اُس مقام میں رسائی کی گنجائش نہیں، چنانچہ مولانا روم ایک حدیث کا خلاصہ مضمون تحریر فرماتے ہیں۔

لی مع اللہ وقت بود آں دم مرا. لا یسع فیھا نبی مجتبی

لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

اس پر شاہد ہے وہاں خود حق رب العزۃ نے سرکار دو عالم کو ہزار ہا اُمور کی اطلاع دی۔ چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۸۳۱ میں ہے۔ پس داد

مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت ازیں کتمان آں را کہ باہیچکس نہ گویم وہیچکس طاقت برداشتن آں ندارد جز من وعلمی دیگر بود مخیر گردانید در اظہار وکتمان آں وعلمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آں بخاص وعام اُمت من۔ معراج میں تین قسم کے علم آپ کو مرحمت ہوئے' آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک وہ علم مجھ کو عنایت ہوا جس کے پوشیدہ رکھنے کا مجھ سے عہد کیا گیا کہ کسی سے نہ کہنا اُس کی برداشت کی طاقت سوائے میرے اور کو نہیں۔ دوسرا وہ علم جس کے پوشیدہ رکھنے اور ظاہر کرنے کا اختیار مجھ کو دیا گیا۔ تیسرا وہ علم کہ خاص وعام اُمت کو اس کے پہنچانے کا حکم ملا۔ شب معراج میں اس قدر علوم آپ کو مرحمت ہوئے۔ بھلا یہاں واسطہ جبرئیل علیہ السلام کا کہاں تھا۔ پس یہ حصر کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی سے خبر پاکر آپ فرمایا کرتے تھے اور بغیر اس کے ہرگز نہ فرماتے تھے محض بیکار اور غلط ثابت ہوا اور صاف ظاہر ہوگیا کہ مؤلف صاحب لیاقت نہیں ہیں اور ان کو علم حدیث سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

ترمذی شریف میں معاذ بن جبل سے روایت ہے **فرأیتہ عزوجل وضع کفہ بَیْنَ کَتِفَی فوجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئی**، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے پروردگار کو دیکھا اُس نے دستِ قدرت میری پشت پر رکھا میرے سینہ میں اُس کی ٹھنڈک

محسوس ہوئی پس مجھ پر روشن ہوگئی کل شی اور تمام چیزیں مجھ پر ظاہر ہوگئیں، ملاحظہ ہو کہ یہاں توسط کسی فرشتہ کا نہیں ہے بایں ہمہ کس قدر اُمور پر حق تعالیٰ نے اطلاع دی، مؤلف نے دیدہ ودانستہ عوام فریبی کی غرض سے رباعی مذکور کو تحریر کیا یا اُس بیچارہ کو اُن احادیثِ صحیحہ کی اطلاع نہ تھی، پس حصر مذکور باطل ہوکر مؤلف کی عدم لیاقت واضح ہوگئی اگر کوئی صاحب اعتراض کریں کہ آپ کی تقریر سے تو مؤلف محض جاہل ثابت ہوتے ہیں حالانکہ سنا گیا ہے کہ وہ دہلی پڑھنے گئے تھے۔ معترض صاحب آپ تعجب نہ کریں یہ وہی مثل ہے کہ ایک صاحب دہلی گئے وہاں چند روزہ کر آئے کسی نے اُن سے دریافت کیا کہاں گئے تھے جواب ملا دہلی پوچھا گیا وہاں اتنی مدت کیا کرتے رہے، (یعنے لیاقت علمی اور کسی نوع کا سلیقہ آپ کو نہیں آیا) جواب ملا دہلی میں بھاڑ جھونکتے رہے۔ کانپور میں دو چار طلباء ایسے بھی تھے کہ بغیر سمجھے بوجھے پڑھے جاتے تھے کسی نے کہا اس پڑھنے سے بجز تضیع اوقات اور فائدہ ہی کیا ہے جواب ملا چند سال میں سند ملجائے گی وطن جائیں گے تو لوگوں میں مشہور تو ہوجائیں گے کہ ہندوستان میں سے جناب مولانا احمد حسن صاحب کانپوری جو فاضل اجل ہیں اُن سے پڑھ کر سند لیکر آئے ہیں۔ اگرچہ لیاقت علمی نہیں ہے مگر اُردو وفارسی کی کتابیں مطالعہ کرکے وعظ گوئی کو ذریعہ شکم پروری کرلیں گے اور کہیں نہ کہیں جہاں میں اڈہ جمالیں گے۔ اُن سے کہا گیا کہ نیم حکیم خطرۂ جان ونیم ملا خطرہ ایمان مشہور ہے،

درصورت عدم لیاقت یہ وعظ موجب ہلاکت دین وایمان ہے۔ بعوض ہدایت میں اس میں ضلالت متصور ہے۔ جواب ملا ایمان جائے بلا سے یاروں کے حلوے مانڈے تو ہاتھ سے نہ جائیں گے۔ لوگ گمراہ ہوں مضائقہ نہیں، مگر دو وقت گوشت روٹی تو ملجائے گی یہ تمام حالات نتائج جہالت ہیں۔ فتدبر رباعی مذکور کے بعد یہ عبارت ہے (رسالہ علم غیب حسب فرمائش مولوی رفیع الدین صاحب قد طبع فی المطبع فخر نظامی)

خدا کی شان ایسی عبارت دیکھنے میں آئی کہ ہر فارسی دان وعربی دان اس کو دیکھ کر پھڑک اٹھے گا۔ اللہ اللہ کیا بندش ہے اگر اس کو عربی عبارت فرض کریں تو ترکیب ہوئی رسالہ علم غیب مبتداء اور قد طبع الخ اس کی خبر پھر درمیانی ٹکڑا حسب فرمائش مولوی رفیع الدین صاحب نہایت لطف دکھا رہا ہے دراصل رفعت مآب کو تحت المیز اب لاکر مدارِ جہالت کا جلوہ دکھا رہا ہے، ماشاء اللہ چشم بدور کیا کہنا ہے۔ اور اگر فارسی عبارت تسلیم کی جائے تو رسالۂ علم غیب حسب فرمائش مولوی رفیع الدین تک تو ٹھیک ہے، مگر اس کی خبر یہ عربی فقرہ قد طُبِع الخ صاحب رفعت کو خیر انحطاط میں کرکے نیچا دکھا رہا ہے، کیوں جناب اسی لیاقت پر تجربہ کتاب کا دعویٰ یہ منہ اور یہ گرم مصالحہ مولوی ٹیٹین صاحب کو اپنی غلطیاں درست کرکے رسالہ شائع نہ کرنے دیا اور بہ مجوائے قبل از مرگ واویلا بڑی گرما گرمی سے فوراً یہ رسالہ علم غیب شائع کردیا۔ کیوں سچ کہیے منہ کے بل گرے یا نہیں۔ اگر زیادہ شوق چرایا ہے تو پھر دوبارہ لکھیے دیکھیے اب کے کیسی

تردید ہوتی ہے۔قولہ سوائے اللہ رب العزت اور کسی شخص کی غیب دانی ثابت ہے یانہیں،اہل سنت کا کیا اعتقاد ہے۔جواب سوائے اللہ رب العزت کے اور کوئی شخص غیب داں نہیں ،اور جو کوئی شخص غیب داں سوائے اللہ رب العزت کے کسی کو کہے کفر ہے۔بحرالرائق میں ہے:لو تزوجه بشهادةالله ورسوله لاينعقد النكاح ويكفر لاعتقاده ان النبی ﷺ يعلم الغيب اورآگے چل کرمختارالفتاوی وغیرہ کی عبارت پیش کی گئی ہے۔ اقولہ بحول اللہ تعالٰی قولہ اللہ تعالٰی درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح ہے۔

تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجزبل قيل يكفر اور اُس کے حاشیہ شامی ردالمحتار میں ہے یکفر لانه اعتقد ان رسول الله صلے الله عليه و سلم عالم الغيب قال فی التاتارخانيه وفی الحجة ذكر فی ملتقط انه لا يكفرلأن الاشياء تعرض على روح النبی صلى الله عليه و سلم وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالی و عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدالامن ارتضى من رسول انتهی درمختار میں لفظ قیل قول بعض وضعف پر دلالت کرتا ہے اور شامی نے صاف رد کردیا اور لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ اشیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے جاتے ہیں انبیائے عظام بعض غیب کو پہچانتے ہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ نہیں ظاہر کرتا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس سے راضی ہوگیا رسول

سے اور بعض فقہاء نے مسئلہ مذکورہ کو بلفظ قـالـوا بیان کیا اور قالوا غیر مستحسن وغیر مروی عن الائمہ پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں صاف مذکور ہے کہ جو مسئلہ لفظ قالوا سے بیان کیا جائے وہ مستحسن نہیں اور ائمہ سے مروی نہیں پس مرجوع ہونا اور ضعیف ہونا ثابت ہوا۔اور طحطاوی حاشیہ درمختار میں ہے قوله يكفرلعل وجهه انه حلل ماحرم الله تعالیٰ لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذالک فقد خالف وفی شرح الملتفی لانه ادعى ان الرسول عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب وقال شيخ زاده نقلا عن التاتارخانية لايكفرلان الاشياء تعرض على روح النبی صلى الله عليه وسلم فيعرف بعض الغيب قال الله تعالیٰ فلا يظهر على غيبه احدالامن ارتضى من رسول یعنے کفر کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس شخص نے حلال وجائز سمجھ لیا اُس چیز کو جسے اللہ تعالٰی نے حرام کیا تھا کیونکہ اللہ تعالٰی نے نہیں حلال کیا نکاح مگر ہم جنس گواہوں سے،پس جب اعتقاد کرلیا بغیر اس کے پس تحقیق خلاف کیا اور شرح ملتقی میں ہے۔کہ اس نے غیب دانی رسول کا اعتقاد کرلیا۔اور شیخی زادہ نے تاتارخانیہ سے نقل کرکے کہا کافر نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلى الله عليه وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہے پس بعض غیب کو آپ پہنچاتے ہیں خداوند تعالٰی فرماتا ہے کہ اپنے غیب پر کسی کو

ظاہر نہیں کرتا مگر جس سے کہ راضی ہو گیا رسول سے طحطاوی نے کفر کی یہ وجہ قائم کی کہ انسان کیلئے انسان گواہ چاہیے یہی حکمِ خدا ہے کہ گواہ ہم جنس ضروری ہے، اب جو اس نے غیر ہم جنس کو گواہ بنایا تو خلاف حکم خدا کیا اور اخیر میں طحطاوی نے صاف بیان کر دیا کہ شیخی زادہ تا تارخانیہ سے نقل کر کے کہتا ہے کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ روح مبارک پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور آیہ کریمہ غیب دانی کی دلیل ہے۔

اہل انصاف غور فرمائیں کہ جہاں مخالفت میں صرف احتمال قائم ہو جائے تو استدلال باطل ہوتا ہے، اذا جاءَ الاحتمال بطل الاستدلال اس پر شاہد حال ہے اور فیما نحن میں طحطاوی نے ایک گواہ ہم جنس کا احتمال قائم کر دیا جو استدلال کفر کو باطل کرتا ہے اور پھر اخیر میں جا کر صاف لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے اور اس کو آیت سے مدلل کر دیا۔ پس باوجود ان باتوں کے شخص مذکور پر کیا کفر کا اطلاق آ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ جب تک دلائل قطعیہ سے ثبوت نہ ہو لے کافر نہیں کہہ سکتے اور ملاحظہ کیجئے معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے **والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیھم السلام یعلمون الغیب و یعرض علیھم الاشیاء** ترجمہ صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں غیب کو اور اُن پر اشیاء پیش ہوتے ہیں۔

خزانۃ الروایات میں ہے: **وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیھم الاشیاء فلا یکون کفرا** ترجمہ اور صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام غیب جانتے ہیں۔ اور اُن پر اشیاء پیش کیے جاتے ہیں پس نہیں ہوگا کفر۔ اور مجموعۂ خانی جلد ثانی میں ہے۔ در فتاوای حجۃ میگوید صحیح آنست کہ ایں مرد کافر نہ شود زیرا کہ اعمال بندگاں بر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام عرض میکنند یعنے فتاوی حجۃ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ بندوں کے اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتے ہیں۔ ان تمام کتابوں سے یہی معلوم ہوا، صحیح یہ بات ہے کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء غیب جانتے ہیں اور اعمال اُمت اُن پر پیش کیے جاتے ہیں اور لفظ صحیح بمقابل فاسد مستعمل ہوتا ہے چنانچہ **عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر** میں مرقوم ہے پس صحیح کے مقابل قول کفر فاسد ہو کر مردود ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ ہماری تقریر سے قول کفر یا تو مرجوع یا غلط ہو گیا۔ اور صحیح قول پر فتوی دینا چاہیے غیر صحیح پر ہرگز فتوی نہیں دے سکتے جیسا کہ شامی میں مذکور ہے۔ **واذا ذیلت بالصحیح او الماخوذ بہ او بہ یفتی او علیہ الفتوی لم یفت بمخالفۃ** اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر صحیح پر فتوی نہیں دے سکتے عینی شرح بخاری جلد تاسع صفحہ (۳۴۹)

میں ہے۔

اخرج ابن المبارک فی الزھد من طریق سعید ابن المسیب لیس من یوم الایعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امۃ غداۃ وعیشۃ فیعرف بسیماھم و اعمالھم فلذالک یشھد علیھم ۔یعنے نہیں ہوتا ہے کوئی دن مگر پیش کی جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت آپ کی صبح وشام پس پہچان لیتے ہیں آپ اُن کو ساتھ اُن کی علامتوں اور اعمال کے پس اس واسطے ان کے گواہ ہوں گے روایت مذکور سے اُمت کا پیش کیا جانا صبح و شام اور حضرت کا اُن کو پہچاننا اور گواہی دینا ثابت ہے پس باوجود عبارات فقہاء اور روایت مسطورہ کیا کفر کا اطلاق کوئی کرسکتا ہے؟ کفر کا اطلاق آسان نہیں دلیل قطعی اُس کیلئے ضروری ہے۔ پہلا قول مرجوح یا خلاف صحیح کوئی ذی عقل بھی دلیل قطعی کہتا ہے۔ اب منصفین انصاف کریں کہ مؤلف صاحب بلادلیل قطعی کافر کہتے ہیں اب یہ کفر کس پر پلٹا اور کون کافر بنا ہمارے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہمیں عبارات فقہاء سے اس قدر تو نفع ہوگیا کہ غیب دانی انبیاء علیہم السلام کی ثابت ہوگئی اور مؤلف کی تردید تو بداھۃ واضح ہوگئی کما لا یخفی علی اھل العلم قول صحیح چھوڑ کر غیر صحیح فاسد قول نقل کرنا یہ عوام کو دھوکا دینا نہیں تو

اور کیا اور اگر مؤلف صاحب فرمائیں کہ مجھے ان روایتوں کی خبر نہ تھی تو جناب والا مہربانی فرما کر مدرسہ نظامیہ میں ابھی چند روز تحصیل علم کیجئے اس وعظ گوئی کو چھوڑ کر ذری محنت کر کے لیاقت پیدا کیجئے اس وقت حقانیت۔ آپ کو خود ہی معلوم ہوجائے گی اور اس ردوقدح کی ضرورت نہ پڑے گی قولہ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے۔

ان الانبیاء لم یعلمو المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیاناہ وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یعلم الغیب بمعارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ

اقول یہ تو بہت درست اور بجا ہے ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ بالذات اور بالاستقلال غیب نہیں جانتے ہاں جو اللہ تعالیٰ نے معلوم کرادیا جانتے ہیں بالذات غیب دانی غیر خدا میں اگر تسلیم کی جائے تو مخالف آیۂ مذکورہ قل لا یعلم الخ کے ہوتا ہے۔ اور حنفیہ نے جو تصریح کفر کی کردی ہے صحیح ہے بلکہ جمیع اہل سنت وجماعت کے نزدیک مسلم الثبوت ہے۔ اسی طرح وہ آیت ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر یہاں بھی نفی علم غیب بالذات کی ہے یعنی فی حد ذاتہ اور بلا واسطہ علم غیب کی نفی ہے اور علم غیب بہ اعلام الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہے آیت شریفہ فلا یظھر علی

غیبہ احدا الامن ارتضی من الرسول اس پردال ہے خلاصہ یہ کہ جونفی علم غیب پر دلالت کرتی ہے اُس سے مرادنفی علم غیب بالذات ہے۔ اور جس آیت سے علم غیب ثابت ہوتا ہے اُس سے مُرادعلم غیب بہ تعلیم الٰہی وبالواسطہ ہے پس دونوں آیتوں میں وجہ مطابقت واضح ہوگی۔ اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ یہ بالذات وبالواسطہ کا فرق اوراس پر وجہ مطابقت بین الآیتین کہاں سے نکالتے ہوتو میں کہتا ہوں کہ یہ کتب مرقومۃ الذیل سے ثابت ہے۔ جامع الصغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَمَّا قولہ لا یعلم فمفسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہِ الخ یعنی یہ جو ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی علم غیب نہیں جانتا پس اس کی تفسیر اس طرح ہے، کہ بالذات وبالاستقلال سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا امام نووی کتاب المنثورات وعیونِ مسائل المھمات میں فرماتے ہیں: مامعنی قول اللہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یعلم ما فی غدالا اللہ واشباہ ھذا من القرآن والحدیث مع انہ وقع علم ما فی غد فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکرامات الاولیاء الجراب لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ واما المعجزات والکرامت فحصلت باعلام اللہ تعالیٰ للانبیاء والاولیاء والاستقلال لھم کیا معنی

ہیں قول اللہ تعالیٰ کے کہدے اے رسول کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی غیب جانتا نہیں اور قول نبی کریم ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کل کی بات کوئی جانتا نہیں حالانکہ معجزات نبی وکرامات اولیاء میں وقوع علم مافی الغد اہوا ہے یعنے کل کی باتیں انبیاء واولیائے نے بتلائی ہیں، پس بظاہر خلاف معلوم ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اولیاء وانبیاء سے بالذات وبالاستقلال علم غیب کی نفی ہے اور جملہ معلومات الٰہیہ کا ان کو علم نہیں ہے ہاں بالواسطہ علم غیب جو بہ تعلیم الٰہی ہوتا ہے وہ اُن کیلئے ثابت ہے۔ اور شرح شفا خفاجی میں ہے: ھذا لا ینا فی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلامہ اللہ تعالی فامر متحقق بقولہ فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول، اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا تو اس میں بالذات وبالاستقلال بلا واسطہ علم غیب کی نفی ہے لیکن اطلاع پانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب پر بہ تعلیم الٰہی پس امر ثابت کیا گیا، ساتھ قول اللہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احدًا الخ کے اور تفسیر نیشاپوری میں ہے: لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلم الا اللہ اس سے ظاہر ہے کہ نفی علم غیب بالذات وبالاستقلال کی آیت میں مراد ہے۔ امام زرقانی شرح مواہب قسطلانی کی جلد (۷) صفحہ ۲۲۸ میں فرماتے ہیں:

غیبہ احدا الامن ارتضی من الرسول اس پر دال ہے خلاصہ یہ کہ جونفی علم غیب پر دلالت کرتی ہے اُس سے مراد نفی علم غیب بالذات ہے۔ اور جس آیت سے علم غیب ثابت ہوتا ہے اُس سے مُراد علم غیب بہ تعلیم الٰہی وبالواسطہ ہے پس دونوں آیتوں میں وجہ مطابقت واضح ہوگی۔ اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ یہ بالذات وبالواسطہ کا فرق اور اس پر وجہ مطابقت بین الآیتین کہاں سے نکالتے ہو تو میں کہتا ہوں کہ یہ کتب مرقومۃ الذیل سے ثابت ہے۔ جامع الصغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَمّا قوله لا يعلم فمفسر بانه لا يعلمها احد بذاته ومن ذاتہِ الخ یعنی یہ جو ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی علم غیب نہیں جانتا پس اس کی تفسیر اس طرح ہے، کہ بالذات وبالاستقلال سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا امام نووی کتاب المنشورات وعیونِ مسائل المہمات میں فرماتے ہیں: مامعنى قول الله تعالى قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله وقول النبى صلى الله عليه وسلم لا يعلم ما فى غدالا الله واشباه هذا من القرآن والحديث مع انه وقع علم ما فى غد فى معجزات النبى صلى الله عليه وسلم وكرامات الاولياء الجراب لا يعلم ذلک استقلالا وعلم احاطة بكل المعلومات الا الله واما المعجزات والكرامت فحصلت باعلام الله تعالىٰ للانبياء والاولياء والاستقلال لهم کیا معنی

ہیں قول اللہ تعالیٰ کے کہدے اے رسول کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی غیب جانتا نہیں اور قول نبی کریم ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کل کی بات کوئی جانتا نہیں حالانکہ معجزات نبی وکرامات اولیاء میں وقوع علم مافی الغد اہوا ہے یعنے کل کی باتیں انبیاء واولیائے نے بتلائی ہیں، پس بظاہر خلاف معلوم ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اولیاء وانبیاء سے بالذات وبالاستقلال علم غیب کی نفی ہے اور جملہ معلومات الہیہ کا ان کو علم نہیں ہے ہاں بالواسطہ علم غیب جو بہ تعلیم الٰہی ہوتا ہے وہ اُن کیلئے ثابت ہے۔ اور شرح شفا خفاجی میں ہے: هذا لا ينا فى الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله فان المنفى علمه من غير واسطة واما اطلاعه عليه باعلامه الله تعالى فامر متحقق بقوله فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول، اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا تو اس میں بالذات وبالاستقلال بلا واسطہ علم غیب کی نفی ہے لیکن اطلاع پانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب پر بہ تعلیم الٰہی پس امر ثابت کیا گیا، ساتھ قول اللہ تعالیٰ فلا يظهر على غيبه احدًا الخ کے اور تفسیر نیشا پوری میں ہے: لا اعلم الغيب فيكون فيه دلالة على ان الغيب بالاستقلال لا يعلم الا الله اس سے ظاہر ہے کہ نفی علم غیب بالذات وبالاستقلال کی آیت میں مراد ہے۔ امام زرقانی شرح مواہب قسطلانی کی جلد (۷) صفحہ ۲۲۸ میں فرماتے ہیں:

وقد تواترت الاخبار واتفقت معانيها على اطلاعه صلى
الله عليه وسلم على الغيب كما قال فياض ولاينا فى
الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله لو كنت
اعلم الغيب لاستكثرت من الخير لان المنفى علمه من غير
واسطة كماافاده المتن وامااطلاعه عليه السلام باعلام الله
تعالىٰ فمتحقق بقوله الا من ارتضى من رسول: ترجمہ لفظی
ضرور نہیں خلاصہ یہ کہ احادیث بحسب المعنی درجۂ تواتر کو پہنچ گئیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع علم غیب پر ہوئی اور وہ آیتیں ہرگز
منافی نہیں ہیں جن میں یہ ہے کہ سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی علم غیب
جانتا نہیں کیونکہ اُن میں نفی علم غیب بلا واسطہ کی ہے اور لیکن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا غیب پر مطلع ہونا بہ تعلیم الٰہی متحقق ہے۔ ساتھ قول اللہ تعالیٰ
الا من ارتضیٰ من رسول کے اور علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں
ابن خازن تفسیر لباب التاویل میں اور دیگر محققین نے بھی فرمایا ہے کہ نفی
علم غیب بالذات وبلا واسطہ آیت میں مراد ہے اور بالواسطہ علم غیب
دوسری آیت سے ثابت ہے۔ پس منافاۃ مرتفع ہوگئی اسی بناء پر ملا علی
قاری نے بھی الا ما اعلمھم اللہ تعالی کہہ کر ثابت کردیا کہ جو علم
خداوند تعالیٰ نے مرحمت فرمادیا اور جن اشیاء پر اطلاع خود حق تعالیٰ نے
انبیاء علیہم السلام کو دی وہ مستثنیٰ ہے۔ پس ثبوت علم غیب بالواسطہ ہوگیا
ہاں بالذات علم غیب البتہ منفی ہے اسی طرح وہ جو مولف نے صفحہ (۱۲)

اور (۱۳) میں تحریر کیا ہے بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی ہے من زعم انه يخبر الناس مايكون فى غد فقد
اعظم على الله الفرنية والله تعالىٰ يقول لا يعلم من فى
السموات والارض الغيب الا الله یہی مراد ہے کہ حضرت عائشہؓ
فرماتے ہیں کہ جو شخص گمان کرے کہ آنحضرت مایکون فی غد کی خبر
دیتے ہیں پس اس نے افترا جاری کی اللہ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے
کہ غیب کی بات سوائے رب العزت کے کوئی جانتا ہی نہیں۔ غرض یہ
ہے کہ مایکون فی غد کا علم آپ کو بالذات اور بالاستقلال نہیں۔ ہاں
بہ تعلیم الٰہی آپ کو علم غیب ہے۔ عینی شرح بخاری جلد (۱۱) صفحہ ۵۲۰ میں
حضرت عائشہؓ کے اس قول (من حدثك انه يعلم الغيب فقد
كذب) کے تحت میں فما احد يدعى الرسول الله صلى الله
عليه و سلم انه كان يعلم منه الا ما علم یعنے کوئی دعویٰ نہیں کرتا
کہ بلا تعلیم الٰہی آنحضرت صلی اللہ عالی علیہ وسلم غیب جانتے تھے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کے تحت میں علامہ عینی نے فقرۂ مذکورہ
تحریر کرکے ثابت کردیا کہ حضرت عائشہؓ کی یہی غرض ہے کہ بلا واسطہ علم
غیب کی نفی ہے اور بہ اعلام الٰہی علم غیب کی نفی مقصود نہیں اور رہا یہ امر کہ علم
غیب آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر مرحمت ہوا تھا یہی شارح فقہ
اکبر ملا علی قاری کے قول سے اور دیگر دلائل قویہ سے آئندہ تحریر کریں گے
اور یہ بھی کہ علمائے فرقہ وہابیہ دربارہ علم غیب کیا کہتے ہیں صفحہ (۴) میں

مؤلف نے صدر الدین اصفہانی کی عبارت نقل کی ہے وہ بھی ہمارے ہرگز مخالف نہیں بلکہ مفید مدعا ہے کیونکہ انہوں نے پہلے علم غیب کی نفی کی ہے اور اخیر میں صاف کہہ دیا ہے وطریق هذا التعليم اما بالوحی او الالهام عند من يجعله طريقا الى علم الغيب تواب ہر ذی علم کہہ دیگا کہ جب علم غیب بذریعۂ وحی والہام تسلیم کیا گیا تو نفی علم غیب سے مراد نفی علم غیب بالذات وبالاستقلال ہے یعنے بذاتہ علم غیب ثابت ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے اسی طرح وہ واقعہ جو چند عورتیں گا رہی تھیں اُن میں سے ایک عورت نے جب یہ مصرع کہا (فيما نبی يعلم ما فی غد) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعی هذا وقولی غير ذالک آپ نے منع فرمایا کہ اسے چھوڑ دے اور سوائے اس کے کہے۔ کیونکہ اس میں اسناد علم غیب مطلقا کی میرے جانب ہوتی ہے اور مطلق علم غیب تو اللہ ہی کو سزاوار ہے چنانچہ لمعات میں مسطور ہے انما منعهن كراهية ان يسند علم الغيب مطلقا الى صلى الله عليه و سلم و لا يعلم الغيب الا الله یعنے آپ نے منع کر دیا اور ان کو کیونکہ مکروہ سمجھا اسناد (بحسب الاطلاق) علم غیب مطلقا کی اپنی طرف حالانکہ یہ بحسب الاطلاق علم غیب اللہ ہی جانتا ہے اور ملا علی قاری مرقاۃ جلد ثالث صفحہ (۴۱۰) میں فرماتے ہیں او الكراهية ان يذكر فی اثناء ضرب الدف او اثناء مرثية القتلى لعلو منصبه عن ذالک یعنے آنحضرت نے جو اس کو منع فرمایا اس کی وجہ یہ ہیکہ چونکہ

دف بجا کر وہ کہتی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثناء ضرب دف میں اپنے ذکر کو مکروہ تصور کیا کیونکہ آپ کی شان عظیم ہے یا اس لئے کہ مرثیہ مقتولین میں اپنے ذکر کو مکروہ تصور کیا بہ سبب اپنے علوشان کے، ان توجیہوں سے معلوم ہوا کہ فی نفسہ علم غیب کی نفی مقصود نہیں کہ میں کل کی بات نہیں جانتا بلکہ مرثیۂ مقتولین میں یا اثنائے ضرب دف میں میرا ذکر مجھ کو مکروہ و ناپسند ہوتا ہے اس لحاظ سے آپ نے منع فرمایا کہ عمدہ توجہات شارحین کر رہے ہیں لیکن مؤلف صاحب نے تو بسبب بغض و عناد تنقیص شان نبوی کیلئے کمر باندھ رکھی ہے وہ ان علماء کی توجیہات کو کیوں بیان کریں گے دیدہ ودانستہ بغرض اغوائے عوام چھوڑ جائیں گے ہاں اگر نفی علم غیب کا کوئی لفظ کہیں دیکھ پائیں گے تو اُس کے نقل کیلئے موجود ہیں۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ صدر الدین اصفہانی کے کلام سے علم غیب بذریعہ وحی والہام ثابت ہے اور الہام سے علم غیب ہونا مؤلف نے یہاں تسلیم کر لیا اور رباعی مذکور میں حصر تھا کہ بغیر حضرت جبرئیل کے خبر دینے کے آپ کو غیب پر خبر ہوتی ہی نہ تھی تو اب دونوں عبارت میں تعارض وتخالف لازم آیا جو مؤلف کی عدم لیاقت کی نشانی ہے یا یوں کہا جائے کہ بہ فحوائے دروغ گورا حافظہ نباشدہ مؤلف کو رباعی کا خیال نہ رہا قولہ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ علم غیب اولیاء اللہ اور انبیاء کو عطا ہوا ہے اور قرآن میں موجود ہے۔ فلا يظهر على غيبه احدا الا امر اتضى

من رسول یعنے نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو برگزیدہ کرے رسول سے پھر تم کیوں انکار کرتے ہو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس غیب میں کلام نہیں بہت سی غیب کی باتیں ہم بھی جانتے ہیں مثلاً امام مہدی کا آنا اور نزول حضرت مسیح کا اور دجال کا آنا اور بہت سی چیزیں جو بہشت و دوزخ میں ہونگی کہ ہم کو بوسیلۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلوم ہوئی ہیں تو تمہارے قول کے موافق لازم آتا ہے کہ ہم بھی غیب کے جاننے والے ہوجائیں۔ اقول ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں مؤلف صاحب کہتے ہیں کہ تمہارے قول کے موافق یعنے رسول اللہ صلعم کو علم غیب بالواسطہ ہے۔ اس لئے لازم آتا ہے کہ ہم بھی غیب داں ہوجائیں کیونکہ باالواسطہ ہمیں بھی بہت سی چیزوں کی خبر ہے اور جب ہم غیب داں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیب داں نہیں ہوسکتے، ان کی غرض یہ کہ بالواسطہ غیب دانی سے کچھ نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ بہشت و دوزخ و خروج دجال اور نزول دل مسیح و دیگر اُمور کی بالواسطہ وقفیت سے کیا ہم غیب داں کہلائیں گے۔ پس بالواسطہ علم غیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیب داں نہیں ہوسکتے۔ نعوذ باللہ من الجور بعد الکور مصرع بعد مدت کے کھلا راز تمہارے دل کا غالبًا اسی بناء پر آنحضرت کو وہابی لوگ بڑا سا بھائی کہتے ہیں کہ بس ذرا سا فرق ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے معلوم کرادیا اور ہمیں حضرت نے اطلاع دی نہ آپ کو علم غیب اور نہ ہمیں علم غیب کیوں جناب سچ فرمائے ان باتوں سے ایمان رہتا ہے یا جاتا

ہے کیا ایمانداری اسی کا نام ہے۔ جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے معجزہ ہو اور جس کے باعث اعزازِ شان مصطفوی ہو وہ آپ کے نزدیک کچھ نہیں علم غیب رسول اللہ کے مقابلہ میں یوں کہا جائے کہ بہت سی باتیں ہم بھی جانتے ہیں لا حول ولاقوۃ خدا سے شرمایئے توبہ کیجئے کہ ابھی در توبہ باز ہے۔ ملاحظہ ہو علم وہ شئی ہے جس کے باعث آدم علیہ السلام کو فخر ملائکہ پر حاصل ہوا، تفسیر کبیر جلد اول صفحہ (۳۹) میں ہے علم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علیهم لیظهر بذالک کمال فضله و قصورهم عنه فی العلم اور اسی جلد کے صفحہ (۳۹۴) میں ہے هذه الایة دالة علی فضل العلم فانه سبحانه ما اظهر کمال حکمته فی خلقه آدم الا بان اظهر علمه فان کان فی الامکان وجود شئی اشرف من العلم لکان من الواجب اظهار فضله بذالک الشئی لا بالعلم یہ آیت فضیلت علم پر دلالت کرتی ہے کمال خلقت آدم کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ علم عنایت کیا اللہ تعالیٰ نے اگر علم سے کوئی اور شئی بزرگی میں زیادہ ہوتی تو اظہار فضل میں وہی وجوباً پیش ہوتی۔ معلوم ہوا کہ علم ایک بڑی نعمت ہے کہ آدم علیہ السلام کو ملائکہ کا مسجود بنایا گیا اور فرشتوں نے بسبب قصور علم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا کہا اور تفسیر خازن میں الا من ارتضی من رسول کے تحت میں ہے الا من یصطفیه لرسالته و نبوته فیظهر علی مایشاء من الغیب حتی یستدل علی نبوته بما یخبر به

من المغيبات فيكون ذالک معجزة له و آية دالة علی نبوته یعنے مگر جس کو رسالت و نبوت کیلئے برگزیدہ کرتا ہے پس ظاہر کرتا ہے اوپر اس چیز کے کہ چاہتا ہے غیب سے یہاں تک کہ اس کی نبوۃ کی دلیل ہو جائے۔ ساتھ اُس کے جو غیب سے خبر کرتا ہے پس یہ غیب دانی واسطے اُس رسول کے معجزہ اور نشانی ہوتی ہے نبوت پر تفسیر مذکور اور دیگر تفاسیر میں صاف صاف موجود ہے کہ یہ غیب دانی بہ اعلام الٰہی انبیاء کیلئے معجزہ اور علامت و نشانی نبوت ہے اب غور کرنے کی جائے ہے کہ جو شئی کہ باعث افتخار نبی کریم ﷺ ہو اور جو معجزہ و نشانی نبوت ہو اُس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ہم بھی بہت سی چیزیں جانتے ہیں ماشاء اللہ چشم بددور تعصب و عداوت ہو تو ایسی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف صاحب کے ذہن شریف میں یہ سمایا ہے کہ جو غیب بالذات ہے پس اُسی مقام میں لفظ غیب داں بول سکتے ہیں ورنہ نہیں یہ محض مالیخولیا ہے تمام مفسرین و فقہاء کی عبارت کو بغور معائنہ کریں کہ تمام بالواسطہ علم غیب پر علم غیب دانی کا اطلاق کر رہے ہیں۔ شامی و طحطاوی میں یعرفون الغیب مذکور ہے اور دیگر کتب فقہ میں یعلمون الغیب مسطور ہے کما مرّ ہاں یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ جو علم غیب بالذات ہے وہ اعلیٰ ہے اور جو بالواسطہ ہے وہ اس سے کم ہے یہی مطلب ہے اس عبارت کا جو مولف نے فتاوی بزازیہ سے نقل کیا ہے۔ واما اعلام الله تعالیٰ الی قول لم تبق بعده الاعلام غيبا یعنے جب اللہ تعالیٰ نے خبر کر دی تو اب علم

غیب بالذات نہ رہا بلکہ بالواسطہ ہو گیا اور اگر یہ مطلب لیں کہ بعد الاعلام مطلقاً علم غیب نہ رہا تو جملہ مفسرین و فقہا کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ تمام علماء بعد الاعلام علم کو علم غیب تسلیم کرتے ہیں اور غیب داں سمجھتے ہیں اور علم غیب بہ تعلیم الٰہی کو معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و دلیل نبوت و رسالت تصور کرتے ہیں پس کسی ذی علم کے نزدیک یہ نہیں ہو سکتا کہ بعد الاعلام مطلقاً کسی نوع کا علم غیب نہیں رہتا پس بالبدایۃ واضح ہو گیا کہ مطلب یہی ہے کہ بعد الاعلام علم غیب بحسب الذات باقی نہ رہا بلکہ علم غیب بالواسطہ ہو گیا۔ وھو المطلوب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس صحابی کو اس راز سے مطلع کیا دیکھئے ان کی کیسی عظمت ہوتی تھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت ملاحظہ کیجئے عینی شرح بخاری جلد سابع صفحہ ۶۵۲ میں ہے۔ ارادبه حذيفة رضی الله تعالیٰ عنه لانه صلی الله عليه و سلم اعلمه من امور من احوال المنافقين واموراً من الذی بين هذه الامة فيما يعد وجعل ذالک سرا بينه وبينه لا يعلمه غيره و كان عمر رضی الله عنه اذا مات واحد تبع حذيفة فان صلی عليه صلے عمر ايضاو الافلا حضرت حذیفہ کو نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے منافقین کے حالات سے اطلاع دی تھی اور وہ اُمور جو اس اُمت میں ہونے والے ہیں اُن کو بتلا دیا تھا اور یہ بھید تھا کہ اُن میں سوائے ان کے کوئی واقف نہ تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب کسی کا انتقال

ہوتا تو حضرت حذیفہ کا اتباع کرتے اگر حذیفہؓ نماز جنازہ پڑھتے تو حضرت عمر بھی پڑھتے ورنہ نہیں پڑھتے۔ دیکھئے یہ علم اگرچہ اعلام بعد اعلام ہے کہ حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا اور آنحضرتؐ نے حذیفہؓ کو مطلع کیا تو اس علم سے بھی کس قدر بزرگی حذیفہؓ کی ثابت ہوئی کہ وہ عالم سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہلائے چنانچہ کتب حدیث کے مطالعہ سے واضح ہے کہ حضرت عمرؓ کس قدر عظمت کرتے تھے مگر یہ یاد رہے کہ حضرت حذیفہؓ کو آنحضرت کے علم سے شمہ عنایت ہوا تھا پھر بھی یہ عظمت تھی جو اوپر تحریر ہوئی علم رسول ایک دریا ہے اور یہ بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے پس اسی طرح اگر بعض چیزیں بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیں معلوم ہوگئیں تو بمقابلہ کفار و بیدین ایک یہ بھی نعمت ہے کہ بسبب شرف ایمان ہمیں یہ نصیب ہوئی جب خروج دجال ونزول مسیح ابن مریم ہوگا تو نصاریٰ وکفار یہ تو کہیں گے کہ مسلمان سچے نکلے اس قول میں کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اُمور کے خبر دی تھی بس اس قدر ہمارے لئے کافی ووافی ہے قولہ قبل اس کے علمائے دہلی ولکھنو وغیرہ سے استفسار کیا گیا تھا کہ ایسے شخص کے حق میں جو معتقد غیب دانی اولیاء انبیاء کو ہو کیا حکم ہے تو تمام علماء نے تکفیر کا حکم کیا اقــول آپ نے یہ جو لکھا ہے (علمائے دہلی لکھنو وغیرہ) تو فرمائے کہ وغیرہ میں جو واحد کی ضمیر ہے اُس کا مرجع کون ہے اگر دہلی ولکھنو کے طرف پھیرتے ہو تو جناب والا وہ دو شہر ہیں

واحد کی ضمیر تثنیہ کی جانب نہیں راجع ہوسکتی اور اگر علماء کی طرف پھیرتے ہو تو وہ صیغہ جمع ہے ضمیر واحد بطرف جمع نہیں پھر سکتی کاش اگر آپ ہدایۃ النحو بھی پڑھ لیتے تو ایسی فاحش غلطی آپ سے صادر نہیں ہوتی اور آپ کم لیاقت نہ ثابت ہوتے۔ بچہ بچہ بھی آپ کی اس لیاقت کو دیکھ کر قہقہ اڑا رہا ہے لیکن آپ کو اتنا خیال کہاں ہے کہ باوجود عدم لیاقت پھر تحریر رسالہ پر آمادہ ہوگئے۔

اگر آپ یہ عذر وحیلہ کریں کہ یہ سہو کاتب سے غلطی ہوگئی ہے تو جناب من پھر مولوی یٰسین صاحب پر طوفان بے تمیزی کیوں باندھا گیا۔ آیت کریمہ **فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول** کے معنی پس نہیں ظاہر کرتا ہے اپنے غیب پر کسی کو مگر جس سے کہ راضی ہوگیا رسول سے سہو کاتب سے (نہیں ظاہر کرتا ہے) کی جگہ نہیں دیتا ہے تحریر ہوگیا تو آپ نے اس قدر شعور وشغب کیوں مچایا جبکہ آپ نے سہو کاتب پر محمول نہ کیا اسی طرح ہم بھی یہاں سہو کاتب پر محمول نہیں کریں گے۔ اب آپ اپنے حواریون چاء پینے والوں سے کہدیں کہ رفعت مآب وغیرہ کی غلطی کھا کر تحت المیز اب پڑے ہیں خدارا کوئی امداد کرے اور نہایت طرب انگیز تو یہ امر ہے کہ مؤلف صاحب لکھتے ہیں جو معتقد غیب دانی اولیاء وانبیاء کو ہو کیا حکم ہے۔ سبحان اللہ اُردو دانی آپ پر ختم ہے سچ تو فرمایئے یہ (کو ہو) کونسا محاورہ ہے اہل مدارس اگرچہ لفظ (کو) زیادہ بولتے ہیں مگر یہ آپ کا "کو" نرالا ہے۔ آپ للہ لکھنو کا نام

بدنام نہ کریں ذرا اپنی اردو درست فرمالیں۔
دیکھئے صحیح اس طرح ہے (جو معتقد غیب دانی اولیاء وانبیاء کا ہو) کما ھو الظاہر اور یہ جولکھا ہے کہ تمام علماء نے کفر کا حکم کیا محض غلط ہے رسالہ علم غیب میں جو فتوے نقل کیے گئے اُن پر چند اشخاص کی مہریں ہیں بعض تو غیر مقلد اور بعض غیر معتبر پس چند اشخاص کے دستخطوں سے تمام علماء کا لفظ لکھنا یہ آپ کی جہالت وابلہ فریبی کی پوری نشانی ہے۔ مؤلف صاحب ضمیمہ کے صفحہ (۸) میں فرماتے ہیں صاحب رسالہ نے علم غیب کی تقسیم کرکے اپنے اجتہاد وتراشیدہ الفاظ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ علم غیب انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بتمامہ عطا ہوگیا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ علم الٰہی بالذات ہے اور اُن کا علم بالعطا ہے۔ وہ قدیم یہ حادث اور طرہ یہ کہ دلائل سے ثابت نہیں کرسکتے۔ اقول وباللہ التوفیق مؤلف صاحب اپنے خیال خام میں سمجھ گئے ہیں کہ علم الٰہی بتمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوگیا۔ جملہ معلومات الٰہیہ پر علم رسول کا احاطہ ہوگیا صرف بالذات وبالواسطہ کا فرق ہے اور قدم وحدوث کا امتیاز ہے۔ افسوس صد افسوس چند کتب مناظرہ علم غیب جو فیما بین اہل سنت وجماعت وفرقہ وہابیہ طبع ہوچکی ہیں اگر مؤلف صاحب ان کا مطالعہ کرلیتے تو اس یاوہ گوئی اور بیہودہ سرائی کی نوبت نہ آتی اب ہم تحریر کرتے ہیں کہ علمائے اہل سنت وجماعت کیا فرماتے ہیں اور وہابی لوگ کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ مؤلف نے کئی جگہ لکھا ہے کہ مسئلہ اہل سنت

وجماعت وہابیوں کی طرف منسوب کیا گیا اور وہابیہ کو مقابل ٹھہرا کر تمام مذاہب پر ہاتھ پھیرا ہے ایسا ہی ان لوگوں نے لفظ وہابی تراشا ہے مگر افسوس حقیقۃ الامر کو بیان نہ کیا۔ یا تو ابلہ فریبی مدنظر ہے یا جہالت وبلاوت کا ثمرہ ہے ناظرین ملاحظہ کریں علمائے اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے کہ معلومات باری عزاسمہ **لا تعد ولا تحصی** ہیں علم باری تعالیٰ شامل ہے جملہ موجودات ومعدومات ممکنہ وممتنعات ذاتیہ ومایترتب علیھا الاثار والاحکام کو یہ علم باری قدیم وبالذات وبلا واسطہ مختص بذات باری تعالیٰ ہے۔ **یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ مسلم الثبوت** ہے موجودات وہ اشیاء جو عدم سے وجود میں آگئی ہیں اور آئندہ جو اشیاء کہ موجود ہونے والی ہیں۔ اور معدومات ممکنہ وہ ہیں کہ ان کا وجود نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ مگر ان کا ظہور ممکن ہے اور ممتنعات ذاتیہ وہ جن کا وجود محال بالذات ہے اور ان کے آثار واحکام بہرحال علم باری ان تمام موجودات وممکنات وممتنعات **وما یترتب علیھا الاثار والاحکام** کو شامل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو **علم ماکان ویکون** جو بعض ہے جملہ معلومات الٰہیہ کا مرحمت ہوا۔ ماکان وما یکون صرف موجودات کو شامل ہے ممکنات وممتنعات **ومایترتب علیھا الاثار** والاحکام کو ہرگز شامل نہیں پس بلحاظ معلومات الٰہیہ غیر متناہیہ علم ماکان وما یکون بعض ہوا مع ذالک اس میں ذہول ونسیان متصور اور یہ بالواسطہ وحادث ہے **علم ماکان و مایکون** اگرچہ بہ نسبت معلومات

باری تعالیٰ بعض ہے مگر شامل ہے جملہ موجودات کو جو عدم سے وجود میں آچکے یا آئندہ ہونے والے ہیں ہاں **علم الروح و علم الساعة** میں بعض علماء نے خلاف کیا ہے۔ مگر محققین نے اس کو بھی تحت علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل کر دیا ہے۔ یہ وفور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمالِ نبوت پر دال ہے۔ مولوی محمد یٰسین صاحب نے احاطہ علم رسول جملہ موجودات پر بتلایا ہے اور وہ بہت درست ہے۔ اور پھر ظاہر ہے کہ جملہ موجودات کا علم معلوماتِ الٰہیہ کا بعض ہے **کما مرّ** پھر یہ تمام علم الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا یہ کیونکر آپ سمجھے۔ اب آپ ہی اپنی لیاقت کا اندازہ فرمالیجئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے علم الٰہی کو صرف موجودات میں حصر کر دیا ہے اسی لحاظ سے غلطی میں پڑے

بیت۔

کرونہ نالۂ محزوں ہزار کی صورت: بغیر علم نہیں اعتبار کی صورت علمائے اہل سنت و جماعت کا مسلک واضح ہوگیا۔ اب یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہابی لوگ کیا کہتے ہیں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی و مولوی نذیر حسین غیر مقلد دہلوی و صدیق حسن خان نواب بھوپال اور تمام وہابیوں کے سرگروہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا یہ اعتقاد ہے کہ چند اُمور متعلقہ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے گئے علم غیب آپ کو ہرگز نہ تھا۔ آپ کو تو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا چنانچہ اسی محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید والشرک میں لکھا ہے۔ **انہ کان لا**

یعلم امر خاتمته فی حال حیاته فیکف یعلم حال تلک المشرکین بعد مماته یعنے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے خاتمہ کا حال اپنی زندگی میں جانتے نہ تھے تو بعد الموت ان مشرکین کا حال کیونکر جان سکتے ہیں اور اس کتاب التوحید والشرک کا رد علمائے عرب نے کیا ہے۔

مصباح الانام و جلاء الظلام فی ردشبه النجدی الذی ضل بها العوام اس رسالہ کا نام ہے اعتقاد مذکورہ و دیگر عقائد باطلہ کے باعث علماء عرب نے تحریر کر دیا ہے۔ **من لم یکفر الوهابی النجدی فهو کافر** یعنے جو شخص وہابی نجدی کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ مؤلف رسالہ علم غیب نے بھی اسی وہابی نجدی کا اتباع کر کے صفحہ (۲۰) میں مضمون مذکور کو نقل کیا ہے اگرچہ وہ عبارت فتوی کی ہے لیکن جب کہ مؤلف نے بلا انکار اسے نقل کر دیا تو پس تسلیم کر لیا۔ **لانه متردد فی امره غیر متیقن بنجاته** یعنے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امر میں متردد تھے اور آپ کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا اس فقرہ کے ترجمہ میں مؤلف نے جو چالا کی اور سفا کی اس غرض سے کی ہے کہ عوام اصل معنی سمجھنے نہ پائیں اس کو ہم آئندہ اس کے محل پر بیان کر دیں گے اور وہابیوں نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ شیطان کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد ہے چنانچہ براہین قاطعہ میں موجود ہے۔ **نعوذ باللہ من ذالک الکفر الصریح** واضح ہو کہ کتاب **سیف المسلول علے**

منکر علم غیب الرسول طبع ہوچکی ہے اس کے اخیر میں علمائے ہندوستان۔ بریلی وکانپور وعلی گڑھ وبدایون ورامپور وعلمائے دکن وبمبئی و حیدرآباد وسورت ومدراس وبنگلور کے فتاوے مندرج ہیں اور سب کے اخیر میں فتوے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا موجود ہے ان تمام کا تحریر کرنا موجب طوالت ہے۔ لہذا مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ومولانا نذیر احمد خان صاحب رامپوری ومولانا شاہ عبدالغفار صاحب بنگلوری کے فتاوے کا خلاصہ مضمون تحریر کر کے علمائے کرام کی مہریں اور اسمائے گرامی لکھ دینا مناسب ہے اور چونکہ مولانا فاضل اجل احمد حسن خان صاحب کانپوری کا فتویٰ مختصر ہے اس لئے پورا نقل کردیں گے۔ اور علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ بھی بسبب طوالت تلخیصاً تحریر کیا جائے گا اور حیدرآباد کے علماء کے اسمائے گرامی جس قدر طبع ہوچکے ہیں وہ بجنسہا تحریر کئے جائیں گے علاوہ ان کے اس مرتبہ اور چند حضرات کے نام جنہوں نے اب اپنی اپنی مہر ودستخط سے فتوے کو مزین کیا درج کئے جائیں گے۔ ان فتاوے کے مطالعہ سے اظہر من الشمس وابین من الامس ہوجائے گا کہ سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان ومایکون مرحمت ہوا۔ یہ خلاصہ ہے ان فتاوں کا جو مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ومولانا محمد نذیر احمد خان صاحب رامپوری ومولانا سید عبدالغفار شاہ قادری نے تحریر فرمایا ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات علمائے اہل سنت وجماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم جمیع ماکان ومایکون وعلم اولین وآخرین عنایت فرمایا اور کوئی شئے آپ کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے عمرو نے کہا کہ اس قول سے زید کافر ومشرک ہوگیا قول عمرو کا کہ زید کافر ومشرک ہوگیا حق ہے یا باطل بینوا توجروا۔

ولجواب ھوتعالیٰ الموفق الحق والصواب زید اس قول سے ہرگز کافر ومشرک نہیں ہوا اور قول عمرو کا باطل وضلالت ہے اعتقاد زید آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے ہے واقوال علمائے اہل سنت وجماعت سے ثابت تفسیر اتقان میں ہے قولہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شئی وقولہ تعالیٰ ونزلنا علیک القرآن تبیاناً لکل شئی اس کے چند سطور کے بعد ہے عن ابی بکر ابن مجاھد انه قال یوما ما من شئی فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ تعالیٰ اس سے واضح ہے کہ ہر ایک چیز عالم کی کتاب اللہ میں موجود ہے اور چند سطروں کے بعد ایک عالم کا قول ہے۔ لو ضالح لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ تعالیٰ اور اسی تفسیر اتقان کے جلد ثانی میں ہے۔ وفیه من اسماء الالات وضرب الماکولات والمشروبات والمنکوحات جمیع ماوقع ویقع فی الکائنات ما یحقق معنیٰ قولہ ما فرطنا

فـی الـکـتـاب من شـیء تفسیر عرائس البیان صفحہ(۵۳۶) تحت آیۃ کریمہ ونـزلـنـا علیـک الـکـتـاب تبیـانـاً لکل شئی کے ہے وھـو کـتـابـه الـمـکـنـون و خطابه المصنون یخبر عما کان ویکون من کل حد و کل علم اس کے چند سطور کے بعد ہے قال ابـوعثمان المغربی فی الکتاب تبیان کل شئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھـو الـمبین تبیان الکتاب اس سے تمام وجمیع وہ چیزیں جو موجود ہو چکی ہیں اور دنیا میں آئندہ موجود ہوں گی اور ہیں ان سب کا بیان قرآن میں موجود ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبین و عالم ہونا اُن تمام کا واضح ہے اگرچہ ہم جیسے لوگ سمجھ نہیں سکتے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں سمجھ سکتے تھے اور دلالت کا کچھ ایک طریقہ نہیں ہے بہت طرق خفیہ ہیں جو اُن طرق سے واقف ہیں وہی مدلولات خفیہ کلام پاک کو پہنچاتے ہیں' شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کے دیباچہ میں آیت وھـو بـکـل شـیء عـلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی نسبت ہونا فرماتے ہیں وھو بـکـل شـئی عـلـیـم و نبی صلی اللہ علیہ وسلم داناست ہمہ چیز از شیونات ذاتِ الٰہی واحکام وصفاتِ حق واسماء افعال وآثار وجمیع علوم ظاہر و باطن اول وآخر احاطہ نمودہ اس سے واضح ہے کہ جمیع علوم اشیاء کا آپ کو احاطہ حاصل ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وقـال الـلـه مـا کـان

حـدیـثـا یـفـتـری ولکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شـــئـــے جب کہ قرآن مجید میں ہر شَیٔ کا بیان ہے اور اہل سنت کے مذہب میں ہر شَیٔ ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش سے تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات کل شَیٔ میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتاب لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورت یہ بیانات محیطہ اُس کے بیانات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے اب یہ بھی قرآن مجید ہی سے پوچھ دیکھئے کہ لوحِ محفوظ میں کیا لکھا ہے۔قـال الـلـه تـعـالـیٰ وکل صـغـیـر وکـبـیـر مـسـتـطـر ہر چھوٹی بڑی چیز سب کچھ لکھی ہوئی ہے قال اللہ تعالیٰ و کـل شئی احصینه فی امام مبین ہر شَیٔ ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔ وقـال الـلـه تعـالـی ولاحبة فی ظـلـمت الارض ولا رطب و لایابس الا فی کتاب مبین ولَی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر نہ خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔اور اصل میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل افادۂ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں۔ پس بحمداللہ نص صریح قطعی الدلالۃ سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور سردار دوعالم صاحب قرآن کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات ما کان ومایکون الی یوم القیامة جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب سماو

ارض وعرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ بخاری شریف میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث ہے۔ قال قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم واھل النار منازلھم الحدیث اس کے حاشیہ بخاری مطبوع جلد اول صفحہ (۴۵۳) میں ہے والغرض انہ اخبر عن المبدء والمعاش والمعاد جمیعا قال الطیبی دل ذالک علی انہ اخبر عن جمیع احوال المخلوقات بحوالہ کرمانی وخیر جاری لکھا ہے تو طیبی وکرمانی صاحب وخیر جاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث بخاری شریف کی دلالت اس پر بتائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع احوال مخلوقات کی خبر دی پس آپ کو جمیع احوال مخلوقات کا علم ہونا ساتھ بیان علمائے مذکورین اہل سنت وجماعت کے ثابت ہوا اور عینی شرح بخاری صفحہ (۲۱۲) جلد (۱۷) اور فتح الباری جلد (۶) صفحہ (۲۴۱) اور قسطلانی شرح بخاری جلد (۵) صفحہ (۲۴۱) اور ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکاۃ جلد (۵) صفحہ (۳۲۷) میں ہے واللفظ للعینی فیہ دلالة علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا وما فی ایراد ذالک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادة وکیف قد اعطی بجوامع الکلم مع ذالک

پس غیبی طیبی کرمانی خیر جاری وعلی قاری وعسقلانی قسطلانی ان تمام کے نزدیک حدیث صحیح سے یہ ثابت ہے کہ آپ کو علم جمیع احوال مخلوقات کا تھا یہ علم جمیع ما کان وما یکون نہیں تو پھر کیا ہے۔ عمر جو زید کو کافر ومشرک بتاتا ہے تو کیا ان علمائے موصوفین اہل سنت وجماعت کو بھی کافر ومشرک کہے گا۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے سوا کچھ کام نہیں کیا فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظہ' پس خبر دیا ہم کو ساتھ اُس چیز کے جو قیامت تک ہونے والی ہے۔ ہم سے زیادہ اعلم جو تھا اُس نے زیادہ یاد رہا ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرایتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفیے فوجدتہ بردانا ملہ بین ثدیی فتجلے لی کل شئی و عرفت میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا کہ اُس نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینہ میں اُس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اُسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا' امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور انہوں نے بخاری سے دریافت کیا تو امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اُس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اسی

بیان معراج منامی میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فعلمت ما فی السموات والارض جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ میرے علم میں آ گیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آں نسائی شریف میں یہ حدیث ہے۔ رأیت فی مقامی ھذا کل شئی وعدتم نسائی مطبوعہ نظامی صفحہ ۲۴۳، حاشیہ جلال الدین سیوطی میں علامہ اکمل الدین حنفی صاحب عنایہ شرح ہدایہ کی شرح مشارق سے یہ منقول ہے قولہ فی مقامی یجوز ان یکون المراد بہ مقام الحسی وھو المنبر ویجوز ان یکون المراد بہ المقام المعنوی وھو المقام المکاشفۃ والتجلی بالحضرات الخمسۃ التی ھی عبارۃ عن حضرۃ الملک والملکوت والارواح والغیب الاضافی والغیب الحقیقی فانہ البرزخ الذی لہ التوجہ الی الکل کنقط الدائرۃ بالنسبۃ الی الدائرۃ صلواۃ اللہ علیہ و سلامہ یہ علامہ حنفی جو عالم ملک وملکوت وارواح و غیب اضافی وغیب حقیقی تمام کا آپ کے سامنے حاضر ہونا اور تمام کا آپ کے طرف متوجہ ہونا اور آپ کا مانند نقطہ دائرہ کے بہ نسبت دائرہ کے ہونا فرماتے ہیں تو ان کے کلام سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کے علم کا احاطہ اوپر

جمیع ما کان وما یکون کے ہے اور عینی شرح بخاری جلد (۸) صفحہ (۶۸) اور قسطلانی مطبوعہ مصر جلد (۲) صفحہ (۱۸۵) بحوالہ دلائل النبوۃ وبیہقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اشعار پڑھنا منقول ہے اُن اشعار میں یہ شعر ہے۔ شعر

واشھد ان اللہ لا رب غیرہ وانک مامون علی کل غائب

ان اشعار کو سنکر آپ کا ضحک فرمانا لکھا ہے جس سے واضح ہے کہ آپ کے نزدیک بھی یہ امر ثابت ہے کہ کل غائب شئی پر آپ مامون ومحیط ہیں۔ اب یہ عمرو کس کس کو کافر بنائے گا، امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلی وابن منیع وطبرانی حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں۔ لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ومایحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرلنا منہ علما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں کہ جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو نسیم الریاض شرح شفای میں قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے۔ ھذا تمثیل لبیان کل شئی تفصیلا تارۃ واجمالا اخری یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان کردی کبھی تفصیلا اور کبھی اجمالاً مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے ولا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی ازید من ذالک والقی علیہ

علم الاولین والاخرین کچھ شک نہیں' اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے بھی زیادہ علم دیا اور تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم حضور پر القا کیا۔ طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا جلیاناً من اللہ جلاہ لنبیہ کما جلاہ لنبین من قبلہ بیشک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اُسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اُس روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کیلئے روشن فرمائی تھی۔ امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ ام القری میں فرماتے ہیں وسع العالمین علما وحلماً یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم اور علم تمام جہان کو محیط ہوا امام ابن حجر مکی اُس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں۔ لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین وما کان وما یکون بیشک اللہ عزوجل نے حضور اقدس کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلوں پچھلوں اور ما کان وما یکون کا علم آپ کو حاصل ہوگیا علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ انہ صلی اللہ علیہ و سلم عرضت علیہ الخلائق من لدن آدم علیہ الصلوۃ والسلام

الی قیام الساعۃ فعرفھم کلھم کما علم آدم الاسماء آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے گئے تھے آپ نے سب کو پہچان لیا جس طرح آدم صفی اللہ کو تمام نام سکھلائے گئے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین فرماتے ہیں۔ فاض علی من جنابہ المقدس صلی اللہ علیہ و سلم کیفیۃ ترقی العبد من حیزۃ الی حیز القدس فتجلی لہ کل شئی کما اخبر عن ھذہ المشھد فی قصۃ المعراج المنامی، حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدس سے مجھ پر اُس حالت کا علم فائز ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج خواب کے قصہ میں خبر دی۔ امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ قصیدۂ بردہ میں فرماتے ہیں۔

فان من جودک الدنیا وضرتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

☆☆☆☆

یعنی یا رسول اللہ دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوان جود وکرم سے ایک ٹکڑا ہیں۔ اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان وما یکون مندرج ہے۔ حضور کے علوم سے ایک علم وحصہ ہے۔ مولانا ملا علی قاری زبدہ شرح بردہ

میں فرماتے ہیں توضیحه ان المراد بعلم اللوح ماثبت فیه من النقوش القدسیة والصور الغیبیة وبعلم القلم ماثبت فیه کما شاء والاضافة لا دنی ملابسة وکون علمهما من علومه صلی الله علیه و سلم ان علومه تنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق و دقائق وعوارف و معارف متعلق بالذات والصفات و علمهما انما یکون سطرا من سطور علمه و نهرًا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده صلی الله علیه و سلم۔ یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ لوح کے علم سے مراد نقوش قدس وصور غیب ہیں جو اُس میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھی ان دونوں کے طرف علم کی نسبت ادنی مناسبت کے باعث ہے، اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثابت ہیں ان کا علم محمدی سے ایک پارہ ہونا اس لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں علوم کلیہ وعلوم جزئیہ وعلوم حقائق اشیاء وعلوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ ذات وصفات حق تعالیٰ سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے جملہ علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی سطروں سے ایک سطر اور ان کی دریاؤں سے ایک نہر ہیں بایں ہمہ وہ حضور ہی کے وجود کی برکت سے تو ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو لوح وقلم کہاں ہوتے۔ اب منکرین مریض القلب اپنا پیٹ پھاڑیں اسی پر تو مرے جاتے تھے

کہ آنحضرت کیلئے علم ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ مانا جاتا ہے اب نصیبوں کو سر پر ہاتھ دھر کر روئیں کہ ملا علی قاری کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ علم ما کان ومایکون علم محمدی کے سمندروں سے ایک نہر اور اس کی بے انتہا موجوں سے ایک لہر ہے۔ اور تفسیر حسینی میں سورۃ لقمان کی ابتداء میں ہے۔ بیاموزانیدوی تعالیٰ بیان اُنچہ بود وہست وباشد چنانچہ مضمون۔ فعلمت علم الاولین الاخرین ازیں معنی خبر دید۔

یعنی معلوم کرادیا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا جیسا کہ حدیث فعلمت الخ اس معنی کی خبر دی رہی ہے اس سے بھی ثبوت علم ما کان وما یکون ہوگیا۔ تفسیر بغوی سورہ آل عمران میں وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء کی شان نزول میں ہے۔ وقال السدی قال رسول الله صلی الله علیه و سلم عرضت علی امتی فی صورها فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومن یکفر فبلغ ذالک المنافقین قالوا استهزاء زعم صلی الله علیه و سلم انه یعلم من یومن به ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معه وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول الله صل الله علیه و سلم فقام علی المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیء فیما بینکم وبین الساعة الا انبئکم به فقام عبدالله

ابن حذافة السهمی فقال من ابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال حذافة فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربًا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیًا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال رسول اللہ فھل منتھون ثم نزل علی المنبر خلاصہ یہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت مجھ پر پیش کی گئی جیسا کہ آدم علیہ السلام بتلائے گئے۔ تو پہچان لیا میں نے کون شخص مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہ لائے گا پس منافقوں کو یہ خبر پہنچی اُنہوں نے مذاق اور استہزا سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زعم کرتے ہیں کہ جو لوگ ہنوز پیدا نہیں ہوئے میں ان کو پہچانتا ہوں کہ کون ایمان لائے گا اور کون شخص کفر کریگا اور ہم تو آپ کے ساتھ ہیں اور آپ ہم کو نہیں پہچانتے پس پہنچی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس آپ منبر پر کھڑے ہوکر اپنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے قوم کا کہ میرے علم پر طعن کرتے ہیں قیامت تک جو چیزیں ہونے والی ہیں دریافت کرو میں ان کی خبر دیتا ہوں۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوکر پوچھے یارسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمائے تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر کھڑے ہوکر عرض کئے یارسول اللہ رضینا باللہ ربًا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماماً وبک نبیًا پھر آپ منبر سے اُترے۔ تفسیر بیضاوی میں اس روایت سدی مذکورہ بالا کو مختصر طور سے نقل کیا گیا ہے جو چاہے دیکھ لے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اہل ایمان تو علم غیب رسول کو تسلیم کرتے ہیں مگر منافقین اعتراض کرتے ہیں اور باتباع منافقین فرقہ وہابیہ کے سرغنہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید والشرک میں لکھا ہے۔ انہ کان لا یعلم امر خاتمته فی حال حیاته فکیف یعلم حال تلک المشرکین بعد مماته یعنی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی پس بعد الموت مشرکوں کا حال کیونکر جان سکتے ہیں انکار علم غیب میں وہابی لوگ منافقوں کے خلیفے ہیں اور بعض اُن میں سے اپنے مدعائے باطل کی سند میں لکھتے ہیں کہ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری مایفعل بی ولابکم الحدیث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں افسوس ہے ان کی حالت پر کہ تنقیص شانِ نبی کی کیسی جرات کرتے ہیں احادیث صحیحہ میں اس کا نسخ موجود ہے۔ پھر بھی یہ لوگ شرماتے نہیں اپنی شرارت سے باز نہیں آتے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتاخرا وتری یعنے بخشدے اللہ واسطے آپ کے سب اگلے اور پچھلے گناہ صحابہ نے عرض کی ھنیا لک یا رسول اللہ حضور کو مبارک ہو خداوند تعالیٰ نے صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اب یہ رہا کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا' اس پر آیت اتری لیدخل المومنین الی قولہ تعالیٰ فوزا عظیما تاکہ داخل کرے اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی

عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں اُن میں اور مٹادے اُن سے ان کے گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔ یہ آیات اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل شہیرامیوں کو کیوں نہیں سمجھائی دیتی۔ لطف تو یہ ہے کہ شیخ محقق قدس اللہ سرہٗ کی طرف اسناد کیسی جرأت ووقاحت ہے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے۔ کہ اینجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم اُنچہ در پس ایں دیوار است جوابش آنست کہ این سخن اصلے ندادو روایت بداں صحیح نشدہ است ترجمہ اس جا اشکال لاتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں دیوار کے پیچھے کی بات نہیں جانتا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں ہے۔ اور یہ روایت صحیح نہیں ہے اور امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ لا اصل لہ کہ یہ محض بے اصل ہے، امام ابن حجر مکی نے افضل القری میں فرمایا لم یعرف لہ سند اس کیلئے کوئی سند نہ پہچانی گئی اور وہابیوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے نعوذ باللہ من ذالک حضور اقدس عالم ما کان وما یکون کے علم سے شیطان کا علم زیادہ کہے اس کا جواب اس دنیا میں کیا ہوسکتا ہے، انشاء اللہ القہار روزِ جزا اسکی سزا پائیں گے۔ یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتًا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا اور توہین کرنا ہے پس یہ کلمہ کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ ان الذین یوذون

اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ۔ جولوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسول کو اُن پر لعنت فرمائی ہے، اللہ نے دنیا وآخرت میں اور ان کیلئے تیار رکھی ہے ذلت والی مار ذرا ان لوگوں کو غیرت نہیں کہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا حالانکہ نہیں خیال کرتے اُن آیتوں کو جو اوپر گزریں اور نہیں خیال کرتے بہت سی آیتوں کو جن سے صاف ہویدہ کہ حق تعالیٰ نے صاف طور سے بیان فرمادیا۔ وللاخرۃ خیرلک من الاولی: البتہ آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے یوم لایخزی اللہ النبی والذین آمنو معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی کو اور اُن کو جو ساتھ ان کے ایمان لائے نُور اُن کے آگے اور داہنے جولان کرے گا۔ عسی ربک أن یبعثک ربک مقاما محمودا. قریب ہے کہ رب تمہارا تمہیں ایسے مقام میں بھیجے گا کہ جہاں اولین وآخرین سب تمہاری حمد کریں گے اور بکثرت آیتیں ہیں جن سے مضمون سابق ثابت ہے اور ترمذی شریف میں انس بن مالکؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انا اول الناس خروجا اذا بعثو وانا قائد ھم اذا وفدا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسو وانا

مبشرهم اذا یئسوا والکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علے ربی یطوف علی الف خادم کانهم بیض مکنون اولولومنثون فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کا حشر ہوگا سب سے پہلے مزار اطہر سے میں باہر آؤنگا اور جب وہ سب دم بخود رہیں گے تو اُن کا خطبہ خوان میں ہوگا اور جب وہ روک دیئے جائیں گے تو اُن کا شفاعت خواہ میں رہوں گا اور جب وہ ناامید ہوں گے تو انہیں بشارت دینے والا میں ہوں گا عزت دینا اور تمام کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہوں گی لواء الحمد اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا بارگاہِ عزت میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے۔ ہزار خدمت گذار میرے اردگرد طواف کریں گے گویا وہ گردوغبار سے پاکیزہ انڈے محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھرے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں در بابِ شفاعت بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہما میں مندرج ہیں جن سے صاف معلوم ہے کہ مرتبہ آپ کا اور جلوہ آپ کا بروزِ حشر کس اعزاز کے ساتھ ہوگا۔ بایں ہمہ فرقہ وہابیہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی۔ افسوس صد افسوس نعوذ باللہ من هذا الکفر الصریح اور یہ جو ثبوت علم غیب کیا گیا آیات نافیہ لعلم الغیب غیر اللہ کے ہرگز منافی نہیں کیونکہ اُن میں نفی علم استقلالی وبذاتہ وبلا واسطہ اصالتہ کی مراد ہے۔ چنانچہ شرح شفا خفاجی میں ہے۔ هذا لا ینافی الایات

الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا الله تعالی و فان المنفی علمه من غیر واسطة واما اطلاعه علیه باعلام الله تعالیٰ فامر متحقق بقوله تعالیٰ فلا یظهر علی غیبه احدا اس سے واضح ہے کہ علم غیب بالذات وبلاواسطہ سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بالواسطہ و بہ اعلام الٰہی امورِ غیب پر مطلع ہونا امر متحقق ہے۔ پس آیتوں میں منافاۃ نہ ہوگئی۔ امام نووی اپنے فتاوے میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں اور علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں عدم منافاۃ کی توجیہ یہی بیان کرتے ہیں کہ جن آیتوں میں نفی علم غیب ہے اُن سے مُراد نفی علم بذاتہ واصالتہ کی ہے اور بالواسطہ و بہ تعلیم الٰہی علم غیب آپ کو ثابت ہے اور شامی نے تصریح کردی ہے کہ دعویٰ غیب دانی بنفسہ کا کرے تو کفر ہے بنفسہ کی قید سے واضح ہے کہ اگر بہ اعلام الٰہی ومسند الی سبب من اسباب اللہ ہو تو کفر نہیں اور معارض نص کے یہی غیب دانی بذاتہ ہے نہ باعلام الٰہی۔ تفسیر خازن مطبوعہ میمنیہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۷ آیۃ کریمہ: قل لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب کے ہے۔ وانما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشیاء تواضعاً لله تعالیٰ واعترافا بالعبودیة وان لا یفترحوا علیه الآیات اسی جلد کے صفحہ ۱۵۷ آیت لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کے تحت میں فان قلت قداخبر صلی الله علیه و سلم عن المغیبات و قد جاءت احادیث فی

الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ کنت اعلم الغیب لاستکثرت قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ و سلم علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ علیہ و یقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی الغیب فلما اطلعہ اللہ عزوجل اخبربہ کما قال فلا یظھر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول اویکون خرج ھذالکلام مخرج الجواب من سؤالھم ثم بعد ذلک اظھر سبحانہ، تعالی عن اشیاء فاخبر عنھا لیکون ذلک معجزۃ لہ ودلالۃ علی صحۃ نبوتہ صلی اللہ علیہ و سلم اس سے صاف واضح ہے کہ بہت سی حدیثوں میں آیا ہے۔

آپ نے علم غیب سے خبردی اورآیت لو کنت اعلم الغیب الخ اگر میں علم غیب جانتا تو بہت کچھ خیر جمع کر لیتا اُن احادیثِ صحیحہ کی مخالف معلوم ہوتی ہے۔ پس اُن دونوں میں جمع و وجہ تطبیق کیونکر ہے پس وجہ یہ بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ بطور تواضع و عجز وبسبیل ادب ہؤیہ وجہ ہے کہ نفی علم غیب قبل الاطلاع ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عنایت فرمایا پھر آپ نے غیوبات سے خبردی جیسا کہ آیت فلا یظھر علی غیبہ احدا اس پر شاہد ہے یا یہ کہ ہوجائے یہ کلام اُن

کے جواب میں پھر اللہ تعالیٰ نے بعد اس کے علم غیب عنایت فرمایا پس آپ نے غیوب کی خبردی تا کہ یہ معجزہ ہوجائے اور آپ کی صحت نبوۃ پر دلیل ہوجائے الغرض یہ بیانات مذکور سے احاطہ وشمول علم رسول باعلام الٰہی ثابت ہوا گو دربارۂ علم روح و وقت قیام ساعت مثلاً اختلاف درمیان اہل سنت ہے۔ شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی میں ہے: لقد قبض النبی صلی اللہ علیہ و سلم و مایعلم الروح و قال طائفۃ بل علمھا وھو نظیر الخلاف فی علم الساعۃ اور تاویلات امام ابومنصور ماتریدی میں اسی طرح ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے چھپانے کا حکم نہ تھا اور عینی شرح بخاری جلد اصفحہ (۶۱۲) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم روح ہونا ثابت کیا ہے۔ اور امام غزالی احیاء العلوم میں متعلق بیان روح کے فرماتے ہیں: ولا تظن ان ذلک لم یکن مکشوفاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یعنی نہ گمان کر کہ علم روح حضرت کو نہ تھا بلکہ علم روح تھا اور اپنے رسالہ مضمون صغیر میں فرماتے ہیں۔ ھذا سوال عن سرالروح الذی لم یؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی کشفہ لمن لیس أھلالہ ترجمہ: یہ سوال ہے کہ نہیں اِذن دئے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس کی اطلاع غیر کو دیویں ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد (۷) صفحہ (۱۷۸) میں ولا یعلم

متی تقوم الساعة (احد) الا الله الا من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی مایشاء من غیب والولی تابع له یاخذعنه انتھی یعنی کوئی علم قیامت جانتا نہیں مگر جس سے کہ اللہ راضی ہوگیا اس کو اطلاع اپنے غیب پر کرتا ہے اور ولی اللہ رسول اللہ کے تابع ہیں اُن سے اخذ کرتے ہیں بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ علم جمیع ما کان وما یکون اگر آنحضرت کو ہوجائے تو مساوات علم الٰہی سے ثابت ہوتی ہے اور یہ شرک ہے تو یہ خیال خام ہے اس لئے کہ اگر وہ معتقد اس کے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو فقط اسی قدر جمیع ما کان وما یکون کا علم ہے۔ ومالم یکن ولم یکن و لن یکن ابدا من الممکنات الصرفة ومن الممکنات المستحیله بالغیر ومن المستحلیات الذاتیة ومایترتب علیها بفرض الوجود کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے تو وہ خدائے تعالیٰ کے علم کی تنقیص کر کے اپنے ایمان کو برباد کرنے والے ہیں اگر اس کے معتقد نہیں تو پھر مساوات بتانا فقط جمیع ما کان وما یکون کے علم کے حصول سے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی اقبح جہالت یا عناد و کتمان حق دیدہ ودانستہ ہے ۔ اور لفظ شئے نزدیک اہل حق حقیقتاً موجودات ہی پر اطلاق پاتا ہے نہ معدومات پر اور نہ مستحیلات پر۔

اور علم خدا تو شامل ہے جمیع موجودات وممکنات معدومہ وممتنعات ذاتیہ ومایترتب علیها الآثار والاحکام کو پس مساوات کیونکر ثابت ہوسکتی ہے۔

علاوہ ازیں علم الٰہی استقلالی ازلی قدیم اور علم رسول بالواسطہ غیر استقلالی، پس دعوی مساوات محض جہالت ہے اور اس پر طرہ شرک وکفر کا لگانا محض ضلالت ہے ایسے لوگ خواہ مخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفور علم میں تنقیص وتخصیص ایسے حیلے وحوالوں سے کرتے ہیں اور آپ کی طرف نسبت جہالت کی کرتے ہیں ایسی تنقیص ونسبت جہالت کرنے والے کا حکم شفا وشرحہ الملا علی قاری کے جلد (۲) صفحہ (۳۹۷) و (۴۲۹) کو دیکھ کر معلوم فرمائیں اور جو شبہات یہ لوگ کرتے ہیں رسالہ السیف المسلول علی منکر علم غیب الرسول میں اُن کے جوابات شافیہ موجود ہیں اس فتوے میں گنجائش اُس کی نہیں اس واسطے متروک کیے گئے واللہ سبحانہ تعالیٰ الموفق للحق والصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمدٌ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مواہیر علمائے بریلی و بدایون و دہلی

محمد رضا خاں قادری
محمد عبد الرحمن عرف

نصیر الدین حسن خاں



سلطان محمد تحی الدین القادری

محمد عبد المقتدر البدایونی

عبد القادر عفی عنہ

عبد القیوم القادری البدایونی

محمد عبد الرشید عفی عنہ مدرس

مواہیر علمائے حیدر آباد دکن ریاست نظام

محبوب نواز الدولہ
مفتی اول ۱۳۰۵ھ

نادر الدین

محمد جلیل الرحمن

محمد حبیب الرحمن

سید عبد الحی

سید مصطفی قادری

خواجہ شرف الدین قادری

الٰہی بخش شاہ حنفی قادری نقشبندی
چشتی نظامی فخری عفی عنہ

عبد الواحد منتظم مدرسہ
ابو العلائی

عبد الصمد عفی عنہ

محمد عبد الغنی ولد شیخ اعظم
مدرس مدرسہ ابو العلائی

ولی محمد خاں طالب العلم
مدرسہ ابو العلائی

سید اعظم علی

سید ممتاز

سید عمر علی شاہ
قادری عفی عنہ

سید غلام غوث شطاری
کان اللہ لہٗ

عبد النبی الامی سید حمید شاہ
الحنفی القادری

سید محمد علی شطاری عفی عنہ

سید محمد میر قادری

صورت مذکورہ سوال میں عمرو کا زید کو مشرک و کافر کہنا باطل ہے اس واسطے کہ زید نے اپنا یہ اعتقاد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا ہے یہ ہرگز شرک نہیں۔ ہاں جو صفت مختص بذات باری تعالیٰ ہے وہ کسی دوسرے کے واسطے ثابت کرنا بیشک شرک ہے۔ جمیع اشیاء کا علم بالذات اور بلا واسطہ ہونا مختص بذات باری جل جلالہ ہے۔ مگر زید نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بالذات و باستقلال عالم جمیع اشیاء ہونا بیان نہیں کیا پس زید کو کافر و مشرک کہنا بیجا و باطل ہے واللہ اعلم۔

حررہ محمد لطف اللہ مفتی العدالۃ عالیہ فی السلطنۃ الآصفیہ

۱۲ ربیع الاخر ۱۳۱۸ ھجری المقدس از مقام علی گڑھ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب لا تعد و لا تحصی عنایت فرمایا جو لوگ علم غیب رسول کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔

(محمد عبدالکریم صدر مدرس مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن)

بیشک جمیع اشیاء کا علم بالذات صفت مختصہ باری تعالیٰ ہے اس میں غیر کو شریک کرنا شرک ہے اور علم غیب بالواسطہ کو کفر و شرک کہنا بیجا ہے۔ اور مجیب نے جو جواب لکھا ہے بہت درست ہے۔

واللہ اعلم

(بندہ ضعیف محمد حسین مدرس مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن عفی عنہ)

واضح ہو کہ مولانا بشیر الدین صاحب نے اپنی کتاب منیر الدین میں تحریر کیا ہے کہ جو مضمون کہ دربارۂ علم غیب وغیرہ مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری نے تحریر فرمایا اُس پر علمائے حرمین شریفین کی مہریں ثبت ہیں۔ پس چونکہ وہ مضمون بہت طول تھا لہذا حسب الارشاد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مضمون علم غیب کی تلخیص کی گئی پھر اُس پر حضرت حاجی صاحب نے مہر کی اور اس وقت مکہ معظمہ میں مولانا انوار اللہ خاں صاحب بہادر استاد رئیس حیدر آباد دکن جو مشاہیر علمائے عظام سے ہیں موجود تھے آپ نے بھی دستخط سے مزین کیا اور بعض

علماء حاضرین نے بھی دستخط و مہریں کیں خلاصہ اس کا تحریر کیا جاتا ہے وھو ھذا۔ شیطان لعین کے وسعت علم کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم علوم الاولین والآخرین صلے اللہ وسلم علیہ وعترتہ اجمعین کے وسعت علم کو شیطان کے علم سے کم کہنا توہین ہے کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اَعلم مخلوقات ہیں۔ تفسیر نیشا پوری میں آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے تحت میں لکھا ہے والظاهر انها اسرار و حقائق و معارف لا يعلمها الا الله ورسوله تفسیر مدارک و خازن وغیرہما میں ہے و علمک من خفيات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب۔ مسلم شریف میں بروایت عمر بن خطب وارد ہے فاخبرنا بما كان وبما هو كائن پس خبر دی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چیز کی جو ہو چکی اور ہونے والی ہے اور مواہب الدنیہ میں ہے اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال الله رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ماهو كائن الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه، اس حدیث کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ پس بشہادت قرآن و حدیث علمائے اہل سنت و جماعت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون حاصل ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ ملا علی قاری نے

اس کی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ وغیرہ میں اس پر تصریح کی ہے۔ ما کتب فی ھذا القرطاس صحیح لاریب فیہ

عبدالحق عفی عنہ

تحریر بالا صحیح و درست ہے موافق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کاتب کو جزائے خیر دے۔

محمد امداد اللہ فاروقی

الجواب صحیح: محمد انوار اللہ، رئیس حیدر آباد دکن،

محمد حمزہ، محمد نورالدین

مواہیر علمائے بمبئی و سورت و بنگلور و مدراس

عبدالغفور عفی عنہ

خادم الشرع قاضی شیخ محمد

قاضی اسمٰعیل ابن قاضی غلام علی

نجل اللہ الجلیل خادم المتمسک الشرع قاضی اسمٰعیل

محمد عمر الدین

حسن

مرزا محمد

احمد ابن المولوی الشیخ عبدالقادر الجبتیکر

محمد عبدالرزاق نقشبندی

محمد صدیق مدرس مدرسہ اعلیٰ مہتمم مدرسہ ہاشمیہ بمبئی

سید حسن

محمد عبدالقادر

احمد علی

قمر الدین

قاضی سید شاہ عبدالقدوس قادری بنگلوری ناظم مدرسہ قدوسیہ جامع العلوم

سید محمود قادری

محمد علیم الدین

سید عبدالباسط میر مدرس مدرسہ جامع العلوم

محمود بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہما

بشیر اللہ

خادم الشریعۃ الغراء المولوی عبید قاضی اہلسنت مدراس

محمد قدرت حلیم

نقل فتوی علامہ دھر فہامہ عصر فاضل اجل عالم باعمل حاوی فروع واصول جامع معقول ومنقول مولانا مولوی احمد حسن صاحب چشتی صابری کانپوری خلیفہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی۔

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

زید قول واعتقاد مذکور سے کافر ومشرک نہیں ہے اس لئے کہ کفر انکار وجود امور قطعیہ ثابتہ بادلہ شرعیہ کا نام ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم الغیب نہ ہونا ادلہ قطعیہ قطعی الدلالۃ سے ثابت نہیں غایت ما فی الباب بعض آیاتِ کریمہ واحادیثِ نبویہ علی صاحبہا الف صلوۃ سے نفی علم غیب کی بطور ظاہر کے ثابت ہوتی ہے اور بعض دیگر سے ثبوت علم غیب ہوتا ہے۔ پس علمائے محققین نے اُن میں تطبیق بایں طور دی ہے کہ علم غیب بالذات وبلا واسطہ تعلیم باری عزاسمہ نہ تھا اور بواسطہ تعلیم حق تھا پس علم غیب ہوا بھی اور نہ بھی ہو باعتبار جہتین پس کسی شق میں کفر نہیں ہے۔ اور اشراک شرع میں نقیض توحید شرعی کی ہے اور توحید شرعی بحسب اعتقاد علمائے ظواہر وبعض صوفیہ کرام یہ ہے کہ مستحق عبادت بجز ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے دوسرا کوئی نہیں ہے اور یہی مفاد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ہے پس اشراک اثبات واعتقاد دوسرے معبود کا نام ہے اور بعض صوفیہ صافیہ کے نزدیک توحید اثبات واعتقاد ایک موجود حقیقی کا نام ہے۔

پس اشراک اثبات واعتقاد دو موجود حقیقی کا نام ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات علم غیب سے دو معنی اشراک کے نہیں ہوئے پس زید کیونکر مشرک ٹھیرا اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ اثبات واعتقاد صفات مختصہ ذاتِ باری عزاسمہ کا غیر باری عزاسمہ اشراک ہے۔ چنانچہ مزعوم عوام اور بعض علمائے ظواہر یہی ہے تب بھی زید اعتقاد مذکور سے کافر ومشرک نہیں بنتا اس لئے کہ خاصہ باری عزاسمہ در بارۂ علم غیب یہ ہے کہ علم بالذات اُمور غیبیہ کا خواہ وہ موجود فی الحال وموجود فی المال وفی الماضی ہوں خواہ معدوم ازلاً وابداً خواہ اُمور کونیہ سے ہوں خواہ غیر کونیہ سے بایں طور کہ گاہے غفلت ونسیان ہیچ نوع اُس پر طاری نہ ہو۔ خاصہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور کوئی شخص حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کیلیے ایسا علم ثابت نہیں کرتا بلکہ زید یہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو علم اُمور کونیہ اور احاطہ اُن کا عنایت کر دیا ہے نہ یہ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم استقلالی جمیع اُمور کا ہے خواہ کونی ہو خواہ غیر کونی۔ اہل باطن وکشف جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں لکھتے ہیں اور کہتے ہیں اگر عمرو سنے گا خدا جانے کیا کہے گا۔ اب میں کچھ عبارت ابریز مطبوعہ مصر کی نقل کرتا ہوں تا کہ معلوم ہو کہ اہل باطن وکشف حضرت نبی کریم علیہ الف الصلوۃ کی شان مبارک میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ثم الارواح مختلفة فی هذا التمیز علی قدر بالاطلاع فمن الارواح من هو قوی فی

الاطلاع ومنها من هو ضعيف و اقوى الارواح فى ذلك
روحه صلى الله عليه و سلم فانها لم يحتجب عنها شئى من
العالم فهى مطلعة على عرش و علوه وسفله و دنيا وآخره
وناره و جنته لان جميع ذلك خلق لاجله صلى الله عليه و
سلم فتميز عليه السلام خارق بهذه العوالم باسرها فعندهٔ
تميز فى اجرام السموات من اين خلقت و متى خلقت ولم
خلقت والى اين تصير فى جرم كل سماء الخ الى ان قال
وكذا مابقى من العوالم وليس فى هذا مزاحمة للعلم
القديم الا لى الذى لانهاية لمعلوماته و ذلك لانمافى
العلم القديم لم ينحصرفى هذا العالم فان اسرار الربوبية
واوصاف الالهية التى لانهاية لها ليست من هذا العالم في
شىء ثم الروح اذا احبت الذات امدتها لهذا التميز
فلذلك كانت ذاته الطاهرة صلى الله عليه و سلم تميز
ذلك التميز السابق و تخرق به العوالم كلها فسبحان من
شرفها وكرمها واقدرها على ذلك انتهى صفحه ۴۴
كتاب الابريز الذى تلقاه نجم العرفان الحافظ سيدى
احمد بن مبارك عن قطب الواصلين سيدى عبدالعزيز
الدباغ اورصاحب ابریز نے اپنے شیخ عبدالعزیز قدس سرہ سے نقل کیا
ہے بعد نقل ایک حکایت عجیب وغریب کے ولقد رایت ولیا ابلغ

مقاما عظيما (وهو) انه يشاهد المخلوقات الناطقة
والصامتة والوحوش والحشرات والسموات ونجومها
والارضين ومافيها وكرة العالم باسرها تستمدمنه ويسمع
اصواتها وكلامها فى لحظة واحدة ويمدكل واحد
بمايحتاجه ويعطيه ويصلحه من غير ان يشغله هذا عن هذا
بل على العالم واسفله بمنزلة من هو فى حيز واحد عنده
ثم يرحم هذا الولى فينظر فيرى مدده من غيره وهو النبى
صلى الله عليه و سلم من الحق سبحانه فيرى الكل منه
تعالىٰ ابريز صفحه ۲۵ واعظم الارواح علما واقوها
نظرا روحه عليه الصلوة والسلام لانها يعسوب الارواح
فهي مطلعة على جميع مافى العوالم كما سبق دفعة واحدة
من غير ترتيب ولا تدريج ثم لما وقع الاصطحاب بينها
وبين ذاته الطاهرة صلى الله عليه و سلم امدتها بعدم
الغفلة حتى صارت الذات مطلعة على جميع مافى العالم
مع عدم طوق الغفلة لها فى ذلك لكن الابطلاع ليس
الاطلاع فان اطلاع الروح دفعة واحدة من غير ترتيب
واطلاع الذات على سبيل التدريج والترتيب بمعنى انها ما
من شئى تتوجه اليه فى العالم الا وتعلمه لكن علمه لا
يحصل الا بالتوجه فاذا توجهت الى شئى آخر علمته

وهكذا حتى تاتى على مافى العالم فلها التسلط فى العلم على مافى العالم ولكن بتوجه بعد توجه ولا تطيق الذات ماتطيق الروح من حصول ذلك وفعةً واحدة وكذايختلفان فى عدم الغفلة فانه فى الروح على نحوما سبق تفسيره واما فى الذات فهو بالنسبة الى توجهها بمعنى انها اذا توجهت شيء يفوتها ولا يلحقها وفى توجهها اليه سهو و لا غفلة ولانسيان واما اذا لم تتوجه اليه فانها قد تغفل عنه ويقع لها فيه السهو والنسيان ولهذا قال صلى الله عليه و سلم كما فى صحيح البخارى انما انا بشر انسى كما تنسون فاذا نسيت تذكرونى قال ذلك صلى الله عليه و سلم و سلم حين وقع له السهو ولم ينهوه

ابریز صفحہ(۲۵)

دل مرتضٰے جانِ احمد

کتبہ احمد حسن عفی عنہ مقیم کانپور

واضح ہو کہ وہ فتویٰ جو مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری نے تحریر فرمایا اور اس پر علمائے حرمین شریفین کی تقریظیں اور مہریں ثبت ہیں بسبب طوالت بالاستیعاب نقل نہیں کرتے بلکہ ملخصاً تحریر کر کے علمائے موصوفین کے اسمائے گرامی درج کریں گے وہو ہذا۔

والدلائل القطعية على وسعة علمه صلى الله عليه و سلم منها آية فاوحى الى عبده ما اوحى و علمك مالم تكن تعلم و قال المحدث الدهلوى فى مدارج النبوة فى باب المعراج قال صلى الله عليه و سلم اوتيت علم الاولين والاخرين والاحاديث الصحيحة مثبتة لوسعة علمه صلى الله عليه و سلم متها ما فى بدأ الخلق فى الصحيح البخارى عن عمر رضى الله تعالى و عنه قال قام فينا النبى صلى الله عليه و سلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم قال الطيبى دل ذالك على انه اخبر عن جميع احوال المخلوقات و فى الصحيحين عن حذيفة قال لقد خطبنا النبى صلى الله عليه و سلم خطبة ماترك فيها شيئًا الى قيام الساعة قال العينى فى حاشيته على البخارى قوله ماترك فيها شيئًا اى من الامور المقدرة من الكائنات فى كتاب الفتن واشراط الساعة وصحيح مسلم عن حذيفةؓ قال اخبرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاخبرنا بما كان وماهو كائن وفى المشكوة فتجلى لى كل شيء وعرفت قال المحدث الدهلوى تحته پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را الخ قال العلامة القسطلانى فى المواهب اذ لا فرق بين

موته وحياته في مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم و نياتهم وعزائمهم وخواطر هم و ذلك عنده جلي لاخفاء به فهذهِ الايات والاحاديث الصحيحة نصوص صريحة في انه صلى الله عليه و سلم اطلع على جميع احوال الموجودات والامور المقدرة من الكائنات وما كان ومايكون فعلم ان انكار اعتقاد علمه صلى الله عليه و سلم لا يقول واحد من المسلمين سوى الوهابين من المكذبين فقطع وابر االقوم الذين ظلمو والحمدلله رب العالمين.

مفتی الحنفیہ محمد صالح کمال مکہ☆مفتی شافعیہ محمد سعید بابصیلی

مفتی المالکیہ محمد عابد الدین حسین مکہ☆مفتی الحنابلہ خلف ابراہیم مکہ

مفتی الحنفیہ عثمان بن عبدالسلام واغثانی مدینہ منورہ

سید محمد علی بن طاہر مدرس اعظم مدرسہ مدینہ منورہ۔

عبدالحق مہاجر الہ آبادی

عبداللہ السندہی

اسمائے گرامی مدرسین مدرسۂ صولتیہ

محمد سعید۔محمد نور۔سید اعظم حسین۔عبدالسبحان۔عظمت علی

محمد رحمت اللہ مہاجر مکی

ان تمام تحاریر بالا سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان وما یکون من جانب اللہ حاصل تھا اور بعض اعتراضات جو وہابی

لوگ کرتے ہیں اس کا جواب بھی دیدیا گیا اور مؤلف صاحب نے رسالہ علم غیب میں چند اعتراض کئے ہیں، ان کا جواب بھی دیدیا جائے گا مگر پہلے اشارہ کیا گیا تھا کہ مؤلف نے غیر متیقن بنجاته کے ترجمہ میں بہت ہی غت ربود کیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس کو بیان کردیا جائے۔ رسالہ علم غیب میں جو فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔ اس میں صفحہ (۲۰) میں یہ فقرہ ہے لانه مترددفی امره غير متيقن بنجاته لماصح من الاحاديث الخ ۔اس کا ترجمہ مؤلف نے صفحہ (۲۴) میں اس طرح بیان کیا ہے اس لئے کہ تردد رکھا گیا ہے کام میں ان کے نہیں یقین کرنے والے ہیں اُس کی نجات کا جیسا کہ صحیح ہوا ہے احادیث سے"۔ (لانه) میں ضمیر واحد ہے اور (فی امره) میں ضمیر واحد ہے۔ تیقن صیغۂ واحد ہے اور (بنجاته) میں ضمیر واحد ہے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ ترجمہ میں (اُن کے) اور نہیں یقین کرنے والے ہیں لفظ جمع کیوں اختیار کیا گیا۔ واحد کا ترجمہ واحد ہی سے چاہیئے یہ جہالت ہے یا نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ مراد رسول اللہ ﷺ ہیں لہذا عظمۃً لفظ جمع لائے تو میں کہتا ہوں کہ (اُن کے اور نہیں یقین کرنے والے ہیں) دو جائے تو تعظیم کی گئی اور پھر بنجاته کا ترجمہ اُس کی نجات کا خلاف تعظیم واحد سے کیوں ہوا۔ اب بھی آپ کی ترکی تمام ہوئی یا نہیں اصل امر یہ ہے کہ صحیح ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ۔ (اس لئے تحقیق کہ

رسول اللہ ﷺ غیر متیقن تھے ساتھ اپنی نجات کے) یعنی آنحضرت کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا مؤلف نے دیکھا کہ اگر یہہ صحیح ترجمہ لوگوں کو معلوم ہوجائے گا تو میرا اور دیگر وہابیوں کا بھید کھل جائے گا اور عوام الناس میں غلغلہ پڑ جائے گا کہ دیکھو ان وہابیوں گمراہوں کا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نجات کی بھی خبر نہ تھی اور جن کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ ہو اُن کو اور باتوں کی کیا خبر ہوسکتی ہے اور وہ کسی کے کیا کام آسکیں گے اس لئے مؤلف نے چالاکی اور بے ایمانی سے دو جگہ تو لفظ جمع کا لکھا اور ایک جگہ واحد اس طرح تردد رکھا گیا ہے کام میں اُن کے نہیں یقین کرتے ہیں اُس کے نجات کا تاکہ اصل مطلب غت ربود ہوجائے اور عوام یہہ سمجھ جائیں کہ یہ نہ یقین کرنے والے اور لوگ ہیں کہ اُس کی نجات کا یقین نہیں کرتے ہیں بھلے مانس کو ذری غیرت اور شرم نہیں کہ اس مکاری و عیاری سے کیا فائدہ۔ کیا اہل علم اس بلدہ میں نہیں ہیں جو یہہ چالاکی و سفاکی ظاہر کردینگے اور صاف عبارت کا مطلب بیان کردیں گے کہ وہابیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی اور یہی محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب الشرک والتوحید میں نقل کیا ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوا اور لما صح من الاحادیث صاف اس بات پر دال ہے کہ عدم علم نجات رسول احادیث سے ثابت ہوچکا ہے اور یہ امر محقق ہے اب ہر شخص جان سکتا ہے کہ پس یہی مذہب مؤلف ہے کیوں

کہ بلا تکسیر ترجمہ کردیا اور اس پر اعتراض و انکار نہ کیا جس سے واضح ہے کہ یہ بات ان کے نزدیک مسلم الثبوت ہے۔ اب مؤلف صاحب سے کہا جاتا ہے کہ مفتی صاحب نے تو الی آخر ما فی المرقات کہہ کر ٹال دیا لیکن مہربانی فرما کر آپ مرقاۃ سے اور دیگر کتب سے ثابت کریں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی اور یہ امر محقق و طے شدہ علمائے اہل سنت و جماعت ہے اگر آپ کہیں کہ میں نے صرف نقل کیا ہے اور یہہ میرا اعتقاد نہیں تو جناب والا یہہ ہرگز مسموع نہ ہوگا۔ آپ کو لازم تھا کہ اس پر اعتراض کرتے اور اپنا اعتقاد بیان کرتے کہ یہہ میرے اعتقاد کے خلاف ہے اور یہہ کہتے کہ وہابیوں کا مقولہ ہے میں اس کے مخالف ہوں اور جب کہ آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ وہابیوں کا اعتقاد تو آپ نقل کریں اور بلا تنکیر اُس کو مان لیں پھر آپ سنی کیوں کر ہوسکتے ہیں۔ بار بار جو آپ لفظ علمائے اہل سنت لکھتے ہیں اُس سے بجز ابلہ فریبی کے کیا نتیجہ؟ پھر میں مکرر سہ مکرر کہتا ہوں کہ ذری بھی غیرت و شرم دامن گیر ہو تو یہی بتلا دیجئے کیا علمائے اہل سنت و جماعت کا یہہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی جو فتویٰ ہم نے نقل کیا ہے اگر اُس میں بغور بخاری شریف کی روایت (ھنیئاً لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ لک ماذا یفعل فماذا یفعل بنا) مطالعہ کریں گے اور آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک

وماتاخر اور دیگر آیتیں واحادیث جو فتوے میں تحریر کیے گئے پڑھ لیں گے تو اُمید قوی ہے کہ اپنے اعتقاد ناپاک سے تائب ہوں گے مگر یہ یاد رہے کہ جب تک آپ علی الاعلان مکہ مسجد یا کسی مشہور مقام میں توبہ نہ کریں گے تو عوام بھی سمجھیں کہ مؤلف رفیع الدین صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی کیوں کہ آپ نے اسکو بلا انکار تسلیم کر لیا ناظرین ایک عجیب امر ملاحظہ فرمائیں کہ صفحہ (۶) میں مؤلف صاحب تحریر کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا **علمت علم الاولین و الاخرین** یعنی تعلیم کیا گیا ہوں میں علم اولین وآخرین کا یہ نہیں سمجھتے علم جو اولین وآخرین کا تھا وہ آنحضرت ﷺ کو ملا نہ یہ کہ علم خداوند تعالیٰ جل جلالہ کا ابن مسعود سے مروی ہے **من ارادالعلم فعلیہ بالقران فان فیہ خبرالاولین والاخرین الی قول** اور کہا مزنی نے کہ قرآن بتمامہ علم واولین وآخرین کا ہے مؤلف صاحب اقرار کرتے ہیں کہ علم اولین وآخرین رسول اللہ ﷺ کو عنایت ہوا مگر یہ علم خداوند تعالیٰ کا نہیں ماشاء اللہ چشم بدور یہ علم اولین و آخرین خدا کا علم نہیں تو پھر کس کا علم ہے۔ کیا لوح محفوظ میں اولین و آخرین کا حال مندرج نہیں اگر کہتے ہو کہ نہیں ہے تو یہ محض جہالت ہے ہم نے جو فتویٰ نقل کیا ہے مطالعہ کیجئے اور اگر کہتے ہو کہ علم اولین وآخرین لوح محفوظ میں موجود ہے۔ پھر اُس کے علم باری ہونے میں کیا شک رہا؟

آپ کا یہ کہنا کہ مگر یہ علم اولین وآخرین کا ہے خداوند تعالیٰ کا علم نہیں جہالت اور ضلالت نہیں تو پھر کیا ہے اور طرہ یہ کہ پہلے تو کہا کہ علم اولین و آخرین خدا کا علم نہیں اور پھر ابن مسعود کا قول نقل کیا کہ جس کو منظور ہو علم پس وہ قرآن لازمی پکڑے کیوں کہ اُس میں خبر اولین وآخرین ہے اور مزنی کا یہ مقولہ کہ جمیع القرآن علوم الاولین وآخرین ہے اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ علم اولین وآخرین قرآن پاک میں مندرج ہے اور قرآن مجید علم باری ہے۔ لہذا علم اولین وآخرین کا علم الٰہی ہونا ثابت ہوگیا خلاصہ یہ کہ پہلے تو انکار کیا پھر بجواے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اُسی کے خلاف نقل کیا اب کوئی مؤلف سے دریافت کرے کہ آپ کے کلام میں تناقض ہے۔ پہلے آپ نے انکار کیا پھر اقرار کیا اب کونسی بات تسلیم کی جائے سچ یہ ہے مؤلف صاحب کا کوئی قصور نہیں یہہ فتور وہابیوں کا ہے کہ ایک ایسے شخص کو (کہ جس کو یہہ بھی خبر نہیں کہ جب علم اولین وآخرین قرآن میں مندرج ہے پھر بھی کہتا ہے کہ علم اولین وآخرین خدا کا علم نہیں) تحریری مباحثہ کیلئے آمادہ کیا اور یہ خیال نہ کیا کہ لینے کے دینے پڑیں گے اور ایسا ہوگا کہ اپنے ہاتھ کلہاڑی اپنے سر پر مار لی۔ افسوس صد افسوس وہ بیچارہ کیا کرے گا جو کچھ آتا ہے بس اُسی کے مطابق ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور بہ سبب جہالت کفریات بکتا ہے اب اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا کہ علم اولین وآخرین جو قرآن شریف میں موجود ہے اُس کو کہتا

ہے کہ یہ علم خدا کا نہیں گویا اس نے قرآن کا انکار کیا کیوں کہ جو کچھ قرآن شریف میں ہے وہ خدا کا علم ہے اور جب مافی القرآن کو علم باری سے خارج کیا تو لازم آگیا کہ قرآن علم باری نہیں وھو الکفر الصریح استغفر اللہ من ذلک ضمیمہ کے صفحہ (۱۳) میں ہے بہر حال اُن کا مطلب یہ تمامہ عطا ہوا تو ثابت نہیں ہوتا۔ اقول آپ کے خیال میں آگیا کہ بتمامہ علم رسول اللہ ﷺ کو مرحمت ہو گیا کہ یہ دعویٰ اہل سنت سے ہرگز نہیں۔ کوئی اہل سنت سے یہ نہیں کہتا کہ جملہ معلومات اِلٰہیہ پر احاطہ علم رسول ہو گیا۔ آپ فتویٰ بخوبی غور سے پڑھیں صرف یہ ظاہر کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو علم ما کان و ما یکون جو بعض معلومات الٰہیہ سے مرحمت ہوا۔ دلائل فتویٰ میں بکثرت موجود ہیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہاں کچھ اور تحریر کر دیتے ہیں۔ روح البیان میں ہے وقد قال رسول اللہ ﷺ لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ علمت ما کان وسیکون یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا پس جان لیا میں نے ما کان وسیکون کو اور تفسیر عرائس البیان میں تحت آیت کریمہ وعلمک مالم تکن تعلم کے ہے ای علمک عواقب الخلق و علم ما کان وماسیکون اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو علم ما کان و ما یکون عنایت کیا گیا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علم ما کان و ما یکون بعض معلومات الٰہیہ ہے یہ

کیوں کر تسلیم کیا جائے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ما کان و ما یکون صرف موجودات کو شامل ہے اور معدومات ممکناتِ ذاتیہ و مایترتب علیہا الآثار والاحکام کو شامل نہیں اور معلومات الٰہیہ کا اطلاق سب پر آتا ہے چنانچہ پیشتر ہم نے بیان بھی کیا اور فتویٰ بھی مندرج ہے بس ثابت ہے کہ علم ما کان و ما یکون بعض معلومات الٰہیہ سے تفسیر روح البیان کا حوالہ ابھی اوپر نقل کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو علم ما کان و ما یکون دیا گیا اور اسی تفسیر روح البیان صفحہ ۲۷۵ میں ہے علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر و علم الانبیاء من علم نبینا محمد ﷺ بھذہ المنزلۃ و علم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ یعنی علم اولیاء اللہ کا مقابلہ علم انبیاء بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے ساتھ دریاؤں سے اور علم انبیاء کا بمقابلہ علم محمد ﷺ بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے ساتھ دریاؤں سے اور علم رسول اللہ ﷺ کو علم حق سبحانہ تعالیٰ شانہ سے یہی نسبت ہے۔ صاحب روح البیان نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ علم ما کان و ما یکون آنحضرت ﷺ کو مرحمت ہوا اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ علم رسول بمقابلہ علم اِلٰہی کم ہے تو ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے واضح ہوا کہ علم ما کان و مایکون۔ جو آنحضرت کو عنایت ہوا وہ بمقابلہ معلومات الٰہیہ بعض ہے۔ نہ تمام علم خدا۔ بیچارے مؤلف کو ان باتوں سے کیا علاقہ؟ اس کو تو چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھی صدا لگاتا رہے کہ

آنخضرت کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی۔ افسوس صد افسوس قولہ صفحہ ۱۵۔ اورآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اٹھنے سے عرصۂ دراز تک رنجیدہ رہے۔ الی قول اگر علم غیب ہوتا تو کیوں رنجیدہ ہوتے۔ اقول حدیث افک میں یہ الفاظ موجود ہیں فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما عملت علی اھلی الاخیراً وقد ذکروا رجلاما عملت علیہ الاخیرا. آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص مجھ سے معذرت کریگا ایسے شخص سے جس نے ہماری اہل کوایذا پہنچائی۔ پس قسم اللہ تعالیٰ کی نہیں جانتا ہوں میں اپنے اہل پر مگر خیر اور جس مرد کی نسبت انہوں نے ذکر کیا نہیں جانتا ہوں میں مگر خیر۔ اس سے ہویدا ہے کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت شک وشبہ نہ تھا اُن کی پاکدامنی وعصمت پر بلکل یقین تھا اس واسطے آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اپنی اہل پر بجز خیر کے کچھ اور خیال نہیں کرتا مجھ کو ان کی عصمت کا یقین ہے۔ ہاں البتہ منافقوں کی افواہ اور جھوٹی خبر دینے سے آپ کو ایذا پہنچی اور اس وجہ سے آپ رنجیدہ تھے پس رنج کی یہ وجہ ہے، نہ یہ کہ آپ کو شک تھا اور علم براءت حاصل نہ تھا ہاں وہابیوں کو ایسا خیال ناپاک مبارک رہے۔ ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمایا تو صاف صاف نمایاں ہوگیا۔

کہ آپ کو علم براءت تھا رہا تفتیش فرمانا اور تحقیقات کرنی اس میں محض تشریع منظور تھی۔ آپ برائت وحی سے چاہتے تھے تاکہ منافقوں کی زبان طعن بند ہو اگر آپ بطور خود برائت فرمالیتے تو منافقین ومخالفین کہتے کہ دیکھو غیروں کے معاملات میں کس طرح تحقیقات کی جاتی ہے اور خود اپنے معاملہ میں تحقیقات نہیں کرتے۔ پس بدون وحی مقتضائے مصلحت وقت نہ تھا کہ آپ بذاتہ اپنی طرف سے برائت فرماتے۔ مختصر حاشیہ علامہ جلال الدین سیوطی علی البخاری مطبوعہ مصر صفحہ (۲۹۲) میں ہے۔ سید الوجود صلے اللہ علیہ و سلم لا یخفی علیہ شیء وانما خفی علی من رأواصورۃ لا تخلوا غالباً عماقالوہ فانظر ما علمہ من الوحی وآدم بین الماء والطین فتکون تلون الشاک بالامر تعلیماً لورثتہ الدین بعدھالی یوم القیامۃ کیف یفعلون بالاسرار کتما حتی جاء علمہ یرفع ماخفی عن اولئک فلم یطلق کما قیل۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آنسرور موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شئی مخفی نہیں ہے۔ انہیں لوگوں پر پوشیدہ رہا جنہوں نے یہ جانا کہ ایسی صورت یعنی تہمت جیسی عائشہ صدیقہؓ پر لگائی تھی۔ غالبًا اس امر سے خالی نہیں ہوتی ہے کہ جس امر کی تہمت لگاتے ہیں۔ یعنی ایسے بدگمان لوگوں پر پوشیدگی رہی نہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی ذات ایسی بدگمانیوں سے بلند وبالا

اور پاک ہے۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ایسی حالت میں ہو چکا تھا کہ حضرت آدم کے پتلے کا خمیر پانی و مٹی کے درمیان تھا پس یہ تلون (تفتیش وسوال مشورہ) ومعاملہ شاک بالامر کا سا اس واسطے حضرت نے کہا کہ تعلیم کریں اپنی اُمت وارثین علم نبوی کو جو بعد آپ کے قیامت تک ہونے والے ہیں کہ وہ بھی اسرار کو اس طرح پوشیدہ کریں۔ یہ معاملہ شاک بالامر کا سا آپ نے اس وقت تک کیا کہ جب تک علم برائت ان لوگوں کو نہ آگیا جن پر یہ معاملہ پوشیدہ تھا خلاصہ یہ کہ آپ کو برائت کا علم تھا مگر مصلحت تعلیم امت کے باعث معاملہ مذکورہ ایک حد تک کیا گیا۔
پس حدیث افک کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر عداوت وموجب طعن علی الرسول ہے۔ قولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی ومدعی علیہ کی روئیداد پر فیصلہ کر دیتا ہوں جو شخص جھوٹا ہے اور اسکی چالاکی کے سبب اگر ناحق اس کی طرف فیصلہ ہو گیا تو گویا آگ کا ٹکڑا اس کو ملا اگر علم غیب ہوتا اپنے فیصلہ فرمائی ہوئی چیز کو آگ کا ٹکڑا کیوں فرماتے۔
اقول ماشاءاللہ خوب مطلب سمجھ کر نتیجہ نکالے جو کچھ غبارِ عداوت تھا ظاہر کر دیا جناب عالی ملاحظہ کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ظاہر معاملہ دیکھتا ہوں ثبوت دعویٰ کا ہے یا نہیں روئیداد ظاہری (ثبوت ظاہری) یعنے موافق شرع شریف کے مبینہ عادل پائے جائیں۔

اگر گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے، بہر حال جو جو احکام شرع ہیں (پر بحکم کتاب اللہ فیصلہ کرتا ہوں)۔ اب جو زیادتی کریگا یعنی جھوٹے گواہ بنا کر یا ملمع سازی کر کے معاملہ جیت لیگا وہ آپ قیامت کے روز سزا پائے گا۔ خلاصہ یہ کہ میں تو روئیداد کے موافق فیصلہ کرونگا کیونکہ مجھ کو بھی حکم خداوند تعالیٰ کا ہے اب اگر دروغ گوئی ملمع سازی جو کریگا' وہ آپ سزا پائے گا ہمیں کچھ غرض نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ میں یہ فرمایا کہ دیکھو یہ بچہ جو پیدا ہوگا وہ کس کی شکل پر ہوتا ہے پس وہ زانی کی شکل پر پیدا ہوا تو آپ نے ارشاد کیا کہ میں نے فیصلہ موافق روئداد ظاہری کے کیا جس کے باعث یہ شخص بچ گیا۔ ورنہ برابر حد شرعی اس پر قائم کرتا۔ وہاں تو حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ واقف تھے لیکن اپنے مافی الضمیر کے موافق آپ نے فیصلہ نہ کیا کیونکہ حکم الہی اس طرح نہیں ہے۔ پس باعتبار روئیداد ظاہری آپ حکم خدا بجالائے کوئی ذی عقل بھی تسلیم کریگا کہ موافق روئیداد ظاہری فیصلہ کرنا مستلزم عدم علم غیب کو ہے ہر گز نہیں۔
ہاں دشمن رسول سے عجب نہیں ہم یہاں ایک تقریر کرتے ہیں جس سے مولف کی کئی باتوں کا جواب ہو جائے گا۔
واضح ہو کہ فتوی مولانا احمد حسن صاحب کانپوری میں بحوالہ کتاب ابریز مطبوعہ مصر منقول ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح

مبارک بہ نسبت جملہ ارواح کے اقویٰ ہے کہ اس سے عالم میں کوئی شئے مجوب نہیں ہوئی پس وہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہے عرش و علو عرش پر اور تحت العرش دنیا و آخرت اور نار و جنت جملہ اشیاء پر۔ کیونکہ یہ تمام عالم تو آپ ہی کے باعث پیدا ہوا ہے۔ پھر اس کے چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ انکشاف عوالم اس وقت ہے جبکہ رُوح مبارک اس طرف متوجہ اور در صورت عدم توجہ اس سے غفلت ہو جاتی ہے اور سہو و نسیان ہو جاتا ہے اسلئے صحیح بخاری میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو پس جب بھولوں تو مجھ کو یاد دلاؤ۔ پس اس سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی وقت کوئی معاملہ پر آپ پر پوشیدہ رہا جیسا وہ کتے کا بچہ مکان میں تھا اس کے باعث وحی نہ آئی۔ یا جو حضرت عثمان غنی کے متعلق غلط خبر شہادت کی اڑائی گئی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکرر بیعت لینا جیسا کہ صلح حدیبیہ میں یہ واقعہ ہوا۔ یا وہ واقعہ کہ نعلین مبارک میں نجاست لگی تھی آپ نے عین نماز میں باعلام جبرئیلؑ پاؤں سے علیحدہ کیا اس کے مثل اور جو کوئی واقعہ ہوا اُس کے یہی معنی ہیں کہ اس وقت رُوح مبارک کو اس طرف توجہ نہ تھی بلکہ اور سمت توجہ تھی مثلاً مشاہدہ ذات و مستغرق فی الصفات ہوں جسکے باعث اس طرف سے ذہول ہو گیا۔ یہ تو عین وصف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان واقعات کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر جہالت

و بلاوت و موجب عداوت ہے مثنوی شریف میں مولانا روم ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں اور اس کے تحت میں حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی کیا لکھتے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔

(شعر)

اندریں بودند کا وازصلا
مصطفٰے بشنید از سوئے علا

خواست آبے تا وضو راتازہ کرد
دست مدور اشت اوزا آں آب سرد

دست سوئے موزہ برد آں خوش خطاب
موزہ رابر بوداز دستش عقاب

درفتا داز موزہ یک مارے سیاہ
زاں عنایت شد عقابش ونیک خواہ

پس رسولش شکر کردو گفت ما
ایں جفا دیدیم خود بد آن وفا

گرچہ ہر غیبی خدامارا نمود
دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

مارد رموزہ بہ بینم در ہوا
نیست از من لست اے مصطفٰی

بحرالعلوم فرماتے ہیں پس معنی بیت ایں چنیں است کہ دل بخود مشغول بود کہ نفس دل رامشاہد میکرو ذات باحدیت با جمیع اسماء درد لست پس بسبب استغراق دریں مشاہدات توجہ بسوئے اکوان نہ بود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماندند وایں وجہ وجیہ است الخ مقصود آنست کہ باوصف نزول بشریت دل در تماشائے نفس خود بود التفات بسوئے اکوان کہ غائب از حسن بودند نبود یا ایں تماشہ والتفات بآں چوں بردن عقاب دیدۂ مزاج بر عقاب برہم شد وایں منافی آں تماشا نیست ونیست مراد از استغراق محویت یا فنا تا درہم بودن صورت نہ بندد۔ مولانا عبدالعلی بحرالعلوم نے فرمایا کہ بسبب استغراق اکوان کی سمت توجہ نہ تھی اس لئے بعض اکوان مغفول رہے موزہ میں سانپ تھا آنحضرت کو معلوم نہ ہوا عقاب اوپر اڑا لے گیا اُس میں سے سانپ گرا تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ ہر غیب خداوند تعالیٰ نے مجھ کو عنایت کیا لیکن دل اُس وقت اور سمت مشغول تھا جس کے باعث یہ محجوب رہا۔ پس معلوم ہوا کہ گاہے یہ حالت ہے کہ عرش سے فرش تک کل اشیاء پیش نظر چنانچہ عبارت ابریز و دلائل مذکورہ فی الفتاوی سے واضح ہے اور گاہے بوجہ کمال استغراق اشیاء محجوب چنانچہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ☆ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ع۔ گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود

کو دیکھ کر مؤلف صاحب بہت پریشان ہوں گے کہ یہ تو غضب ہو گیا کہ جملہ غیوب پر اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگئی۔ لطف انگیز تو یہ معاملہ ہے کہ علم غیب تو اللہ تعالیٰ عنایت فرمادے اپنے حبیب پاک کو اور وہابیوں کا دل جلے بیشک بغض وعناد اور تعصب کے یہی معنی ہیں۔ قولہ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں سہل بن سعد سے مروی ہے کہ قیامت کے روز فرشتے بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف لیجائیں گے ان کو سردار دو عالم فرمائیں گے کہ میرے لوگ میرے لوگ الی قولہ اگر علم غیب ہوتا تو اول میرے لوگ میرے لوگ فرما کر بعد عرض دوری کیوں فرماتے اور صفحہ (۱۷) میں مولف نے یہ آیت نقل کی ہے کہ يوم يجمع الله الرسل فيقول ماذا أجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغيوب جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو پس فرمائے گا کیا جواب دیئے گئے تم فرمائیں گے نہیں علم ہے ہم کو تحقیق تو علام الغیوب ہے اقول جمل الجزو الاول صفحہ ۶۴۹) میں ہے فاجابوا عنه بوجوهِ الاول انه ليس لنفى العلم بل كناية عن اظهار التشكى والالتجاء الى الله بتفويض الامر كله اليه الثانى انه لنفى العلم فى اول الامر لذهولهم من الخوفِ ثم يجيبون فى

ثانی الحال وبعد رجوع العقل و هو فی حال شهادتهم علی الامم فلا یکون قولهم لا علم لنا منافیا لما اثبت الله تعالیٰ لهم من الشهادة علی الامم ، جلالین میں تحت آیت انک انت علام الغیوب کے ہے ذهب عنهم علمه لشدة هول یوم القیامه وفزعهم ثم یشهدون کما یسکتون اور جمل میں تحت ذهب عنهم علمه کے ہے فلایرد کیف قالوا ذلک مع انهم عالمون ماذا اجیبوا به فیلزم الاخبار بخلاف الواقع، خلاصہ یہ کہ انبیاء کہدینگے کہ ہمیں علم نہیں تو علام الغیوب ہے حالانکہ انبیاء عظام کو علم ہے اس امر کا کیا جواب دیں گے اور شہادت اُن کی اپنی اپنی امت پر ہوگی۔ پس بظاہر منافاۃ معلوم ہوتی ہے کہ درصورت علم لاعلم لنا کیونکر کہیں گے تو جلالین وجمل کی عبارتوں سے منافاۃ رفع ہوگئی کہ مقصود لاعلم لنا سے یہ نہیں ہے کہ ہمیں علم نہیں بلکہ اظہارِ تشکی والتجاء الی اللہ و تفویض الامور الی اللہ مقصود ہے یعنی کل اُمور یا اللہ تیری طرف سونپ دیئے ہیں اور التجاء وتشکی سب تیری طرف ہے اس سے نفی علم مقصود نہیں، پس منافاۃ نہ ہوئی اور دوسری توجیہ یہ ہے اگرچہ انبیاء کو علم جواب ہوگا کہ بہ سبب شدت ہول قیامت وفکر امت ذہول علم ہوجائے گا پھر رفع ہول کے بعد علم آجائے گا تو وہ برابر جواب وشہادت دینگے پس منافاۃ اُٹھ گئی۔ یہ خلاصہ ہے اُس کا جو جمل وجلالین میں لکھا ہے پس اسی پر خیال

کرلینا چاہیے آپ پہچان کرفرمائیں گے کہ میرے لوگ میرے لوگ اور بسبب فکر امت علم ان کے امر محدث کا جاتا رہیگا۔ من بعد فرشتے اطلاع دیں گے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد یہ امر محدث کیا پس آپ کو خیال آجائے گا کہ واقعی ان لوگوں نے فلاں فلاں امر محدث کیا ہے تو فرمائیں گے سحقا سحقا یعنی دور ہو دور ہو اور یہ اس لئے کہ اعمال امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کس نے امر حسن کیا اور کس نے امر محدث کیا، چنانچہ باقوال فقہاء وحدیث شریف عرض اعمال امت ثابت ومتحقق ہے کما مر اور ذہول علم بسبب فکر امت متصور لہذا صورت تطبیق اُسی طرح کی جائے گی جس طرح صاحب جلالین و جمل نے تحریر کی پس آیت مذکورہ اور حدیث شریف عدم علم غیب کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ دیکھیے شب قدر ایک مرتبہ آپ کو معلوم کرائی گئی پھر آپ بھول گئے یا نماز میں گاہے سہو ہوگیا تو یہ سہو ونسیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو علم نہ تھا بیشک علم ہے مگر کسی عارضہ کے باعث خیال نہ رہا اب کیا خیال نہ رہنے کے باعث کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ آپ کو علم ہی نہ تھا ہرگز نہیں ہاں وہابیوں سے بعید نہیں جس طرح اُن کا دل چاہے وہ گستاخی وبے ادبی کیا کریں والله یشهد انهم لکاذبون ہمیں اُن سے کچھ سروکار نہیں وہ خود اپنے کئے کی سزا پائیں گے قولہ نظرت الی بلاد الله جمعا. کخردلةٍ علی حکم اتصال مولوی صاحب کی تاویل کو

ملاحظہ فرماؤ کہ اصل مطلب شعر کا صاف ہے کہ مقابل دولت وصل الٰہی تمام دنیا کوئی چیز نہیں برابر درست ہے مگر مولوی صاحب نے اپنے عطا کے لفظ کے لحاظ سے یہ حاصل مطلب نکالا جو مضحکہ طفلاں ہے شاید مولوی صاحب اپنے ذہن میں تصور فرمایا کہ میں اپنے لفظ عطا الخ اقول مولوی یٰسین صاحب نے شعر کا مطلب جو تحریر کیا بہت درست ہے معنی حقیقی اس کے یہی ہیں کہ تمام بلاد اللہ کو میں نے بحیثیت اجتماع نظر کیا یعنی دیکھا تو دولت وصل الٰہی کے مقابلہ میں دانہ رائی کے مثل پایا صاف متبادر یہی معنی ہیں کہ بلاد اللہ کو تمام دیکھ بھال لیا اور صریح یہی مفہوم ہے لیکن آپ تعصب و جہالت وعداوت سے اس صریح مفہوم کو تاویل کہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ مضحکہ طفلاں فرماتے ہیں سبحان اللہ۔ حضرت من الفاظ سے جو مفہوم متبادر ہوتا ہے اس کو تاویل کہنا مضحکہ طفلاں و بازیچۂ کودکاں ہے۔ ذرا کتب اُصول سے تعریف کر کے یہاں تاویل تو ثابت کیجئے اس وقت آپ کے علم کا اندازہ ہوسکتا ہے اور مؤلف کا یہ فقرہ (شاید مولوی صاحب اپنے ذہن میں تصور فرمایا) نہایت ہی طرب انگیز ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انگریز یا کرسٹان اُردو بول رہا ہے۔ آپ نے تو خوب ہی اُردو کی مٹی پلید کی (تصور فرمایا) متعدی ہے اس لئے لفظ (نے) علامت فاعل تحریر کرنا ضروری ہے۔ خدارا لکھنو کا نام بدنام نہ کیجئے صحیح ایسا لکھئے (شاید مولوی صاحب نے اپنے ذہن میں تصور فرمایا)

چونکہ آپ کو اولیاء اللہ سے سخت عداوت ہے اس لئے یہ شعر دیکھ کر آپ پریشان ہوئے کہ جب جنابِ غوثِ پاک نے تمام عالم کا معائنہ کرلیا تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا پوچھنا ہے۔ پس فضول تقریر سے ٹالا یہ نہ سمجھے کہ حیدرآباد میں اہل علم موجود ہیں آپ کی عدم لیاقت پر صاد کردینگے اپنے گوش سے پنبہ غفلت نکال کر ملاحظہ کیجئے کتاب ابریز مطبوعہ مصر میں لکھا ہے۔ ولقد رأیت ولیا بلغ مقاماً عظیما وھو انہ یشاھد المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات ونجومھا والارضین ومافیھا وکرة العالم باسرھا تستمد منہ ویسمع اصواتھا و کلامھا فی لحظة واحدة الخ تحقیق دیکھا میں نے ایک ولی کو پہنچ گیا بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوقات ناطقہ وصامتہ و وحوش وحشرات اور آسمانوں اور تاروں اور تمام زمینوں و مافیھا کو دیکھتا ہے اور کرۂ عالم کا معائنہ کرتا ہے اور سب کی آواز وکلام ایک لحظہ میں سنتا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ ولی مذکور میں یہ قوت تھی کہ جمیع کرہ عالم پیش نظر تھا، پس اگر حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی جو نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں اُن کیلئے مشاہدہ عالم ثابت ہو تو کیا عجب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو نعمت غیر مترقبہ سے باریاب کرتا ہے، مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۷ میں ملا علی قاری ناقلا القاضی فرماتے ہیں

وذلک ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلایق البدنیة ؟ عرجت واتصلت بالملاء اللأعلی ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها وباخبار الملک لها وفیه سر یطلع من تیسرله ملا قادری نے یہ عبارت تحت حدیث صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم کے تحریر کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جہاں سے درودِ شریف مجھ پر بھیجو گے مجھ کو پہنچے گا یہ اس واسطے کہ نفوس زکیہ قدسیہ جبکہ مجرد اور خالی ہو جاتی ہیں۔ علایق بدنیہ سے تو عروج کر کے ملاء اعلیٰ فرشتوں سے مل جاتی ہیں اُن کیلئے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا کل کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح اپنی ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے یا ساتھ اخبار ملک کے جانتے ہیں اور اس میں ایک بھید ہے جس کو میسر اور آسان ہو وہی واقف ہے۔ یہی ملا علی قاری مرقاۃ المفاتیح جلد اول صفحہ ۵۲ میں تحریر کرتے ہیں۔ قال ابویزید قدس سرہ لووقع العالم الف الف مرۃ فی زوایة من زوایا قلب العارف ما احسن به

حضرت مولانا جامی قدس سرہ نفحات الانس فی حضرات القدس کے صفحہ (۲۴۹) میں فرماتے ہیں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ، می فرمودند کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طایفہ چوں سفرہ ایست و ما میگوئم کہ چوں روئے ناخن است ہیچ از نظر ایشان غایب نیست۔ یعنے حضرت بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر میں زمین

مثل ایک سفرہ کے ہے اور میں کہتا ہو کہ مثل روئے ناخن کے ہے کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ شرح عین العلم جلد ا صفحہ ۲۱ میں ہے۔ فی روایة الطبرانی وابونعیم عن الحارث بن مالک الانصاری قال مررت بالنبی صلی الله علیه وسلم فقال کیف اصبحت یا حارث قلت اصبحت مومنا حقاًفقال انظر ما تقول فان لکل شیء حقیقة فما حقیقة ایمانک قلت قدعرفت نفسی عن الدنیاو اسهرت لذالک عینی لیلی واظمئتنی نهاری و کافی انظرالی عرش ربی بارزاً وکانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیها و کانی النظرالی اهل النار یتضاغون وفی روایة یتعادون فقال یا حارث عرفت فالزم وفی روایة ابن عساکر قال له علیه السلام وانت امرء نور الله قلبه فالزم۔

اور حارث بن مالک الانصاری کہتے ہیں کہ گذرا میں ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے فرمایا اۓ حارث کیونکر صبح کی تو نے میں نے کہا صبح کی میں نے اس حال میں کہ سچا ایماندار ہوں پس فرمایا آپ نے کہ دیکھ کیا کہتا ہے تحقیق ہر شئ کیلئے حقیقت ہے پس کیا حقیقت ہے تیرے ایمان کی۔ میں نے کہا تحقیق پہچان لیا میں نے اپنے نفس کو دنیا سے اور رات میں آنکھ کو بیدار رکھا اور پیاسا رہا میں دن میں اور گویا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے پروردگار کے عرش کو ظاہر یعنی کھلم کھلا اور تحقیق میں دیکھتا ہوں اہل جنت کی طرف کہ وہ زیارت کر رہے ہیں اور دیکھ رہا ہوں

طرف اہل جہنم کے وہ شور کر رہے ہیں اور چلا رہے ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو ایک مرد ہے کہ منور کر دیا اللہ تعالیٰ نے تیرے قلب کو پس لازم کر اس قسم کی اگر دس پانچ روایتیں اور تحریر کر دی جائیں تو معلوم نہیں مؤلف صاحب کا کیا حال ہوگا۔ چشم حق بیں چاہیے بغض وعناد کا کوئی علاج نہیں اور یہ جو مؤلف نے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں تحریر کیا ہے کہ الحاصل بعد نمازِ مفروضہ کے انحراف قبلہ سے اور تعین سمت مزار کسی اور ولی سے کرنا اور کسی قدر قدم ساتھ ہیئت نماز گزارنے والے تعظیم کرنے والے کے اس طرف جانا اور تذلل وخشوع تمام کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ بعض علماء نے اس کو کفر وشرک بتایا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ بہجۃ الاسرار نہایت معتبر کتاب ہے اس میں جواز ضرب الاقدام الی العراق مذکور ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی قادری اخبار الاخیار کے صفحہ ۲۳ میں جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں فرمود رضی اللہ عنہ ہر کہ استعانت کند بمن در کربتہ کشف کردہ شود آں کربت از وہ ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آں کرہمت از وہ ہر کہ منادی کند بنام من در شدے کشادہ شود آں شدت از وہ ہر کہ توسل کند بمن بسوئے خدا درحاجت قضا کردہ شود آنحاجت مراد راں وفرمود کسیکہ دو رکعت نماز بگزارد بخواند ہر رکعت بعد از فاتحہ سورہ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود بفرستد بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام وبخواند آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد ازاں یازدہ گام بجانب عراق برود

نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواند حق تعالیٰ آں حاجت او قضا گرداند۔ شیخ محدث دہلوی کی عبارت سے واضح ہے کہ ضرب الاقدام الی العراق جائز اور باعث قضائے حاجت ہے اور جامع علوم ظاہری وباطنی حضرت مولانا محمد باقر آگاہ صاحب نے تو منکر دوگانہ قادریہ کا رد بخوبی کیا ہے اور ایک رسالہ اس میں تحریر کیا ہے اس کی عبارت بقدر ضرورت تحریر کی جاتی ہے اُس رسالہ کا نام ردمنکر دوگانہ قادریہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

عظماء علماء اعلام وکبراء اولیاء عظام کہ ارکان اسلام واقطاب شرع عالی مقام اند اتفاق کردہ اند بریں کہ حضرت سید الاصفیاء وامام العلماء جناب قطب الاقطاب سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ عنہ، وارضاہ در اقامت شعائر شریعت والتزام احکام کتاب وسنت چنداں مبالغہ داشتند و ہر صاحب حال کہ اندک فتور در تتبع شریعت باہر النور دریافت می فرمودند بتادیش ہمت می گماشتند کہ مزید برآں متصور نبود فرمودہ اند۔ ترجمہ آں ارشاد اینکہ اگر کسے دو رکعت بگزارد ہر رکعت بعد سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص یازدہ بار بخواند و بعد سلام درود خواند و یازدہ قدم جانب بغداد برود و بنام من توسل کردہ عرض حاجت نماید البتہ حاجت او برآید ذکرہ الامام الحافظ العلامۃ العارف الشیخ نور الدین

الشطنونی بہجۃ الاسرار والشیخ الامام الفقیہ المحدث العارف الجامع الشیخ عبداللہ الیافعی فی خلاصۃ المفاخرو الشیخ الامام محافظ العلامۃ الشیخ مجدد الدین الشیرازی فی روض الناظروالشیخ الامام المقدم شیخ الاسلام شیخ محمد بن الزنجانی فی نزھۃ ؤ۔ والشیخ الام العلامۃ الشیخ شہاب الدین القسطلانی فی روض الزاہر والشیخ الامام العارف الربانی والعلامۃ الحقانی الشیخ ابوبکر عبداللہ بن نصرفی انور الناظر والشیخ العارف بحرالمعارف السید عبدالقادر العیدروس فی الدرالنافروغیرہ' سن المشائخ والعلماء قدس اللہ سراہم الحاصل ایں دوگانہ نماز ومشی یازدہ قدم بجانب عراق مشہور مشائخ وعلمائے آفاق است تا حال کسی بریں عمل مبارک حرف نہ نہادہ دریں روزہا کاغذ براختلالے از جاہل مجھول رسیدہ کہ عبارتش بغایت رکیک وابتر معنیش ازاں پوچ تر بلکہ بکفر قریب تر است کہ منع دوگانہ قادریہ ومنع یارزدہ گام بجانب عراق میکند بنا برایں ردآں واجب باشدتا جاہل دیگر اقدام کذائی تکر۔الی آخرہ خلاصہ یہ کہ بڑے بڑے علماء اورنہایت ذی عظمت اولیاء کبار جوارکانِ دین مبین واقطاب شرع متین ہیں اس امر پر اتفاق کئے ہیں کہ حضرتِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت شریعت

والتزام احکام سنت میں اس قدر مبالغہ رکھتے تھے کہ جہاں کسی صاحب حال کومن وجہ خلاف شرع کرتے دیکھا فوراً اس کی تادیب کی اورایسی کمر ہمت باندھتے تھے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں خود حضرت غوثِ پاک کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص دورکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے' اور بعد سلام درودِ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے۔ پھر گیارہ قدم بسمت بغداد چلے اور میرے نام کو وسیلہ کر کے خدائے تعالی سے عرض حاجت کرے البتہ اس کی حاجت برآوے گی، چنانچہ عارف نورالدین نے بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے اور شیخ عارف فقیہ محدث عبداللہ الیافعی نے خلاصۃ المفاخراور شیخ امام حافظ علامہ مجدد الدین شیرازی نے کتاب روض الناظر میں اور شیخ الاسلام محمد بن سعید زنجانی نے کتاب نزہۃ النخواطر میں اور شیخ امام علامہ شہاب الدین قسطلانی فی الروض الزاہر میں اور شیخ امام عارف ربانی، شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر نے کتاب انوار الناظر میں اور شیخ بحرالمعارف عبدالقادر عیدروس نے کتاب درالفاخر میں تحریر فرمایا ہے اور علاوہ ان حضرات کے بہت مشائخ وعلمائے کبار نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کو تحریر کیا ہے پس یہ دوگانہ قادریہ وضرب الاقدام الی العراق مشہور مشائخ و علمائے آفاق سے ہے آج تک کسی نے اس عمل مبارک کا انکار نہ کیا مگر اس زمانہ میں بعض جاہل ومجہول الحال کی جانب سے کاغذ پر اختلال پہنچا

کہ اس کی عبارت نہایت رکیک اور اس کے معنی تو اس سے بدتر بلکہ قریب بکفر ہیں کہ دوگانہ قادریہ ویازدہ قدم بجانب عراق کو منع کرتا ہے۔ بنابرایں اس کا رد واجب ہے تاکہ کوئی دوسرا جاہل اس کا اقدام نہ کرے اور قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر مؤلفہ قاضی القضاۃ بجیر الدین عبدالرحمٰن العلیمی صفحہ (۳۵) میں ہے۔ خلاصہ اس کا نقل کیا جاتا ہے کہ شیخ علی الخباز فرماتے ہیں کہ میں نے سنا شیخ ابوالقاسم عمر سے اور انہوں نے سنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص بوقت حاجت دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار الحمد اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور بعد سلام درودِ شریف پڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور گیارہ قدم بسمت اعراق چلے اور میرا نام لیکر وسیلہ گردانے تو خداوند تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ صاحب کتاب کہتے ہیں اس عمل کا کئی بار تجربہ ہوا ہے اور کتاب انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانی مؤلفہ مولانا محمد غوث صاحب کے صفحہ (۲۳۰) میں ہے۔ درمناقب غوثیہ نوشتہ است کہ ایں نماز را صلوات الاسرار میگویند واز ملفوظ غیاثی نقل کردہ است کہ مسمی است بہ صلواۃ الحاجت وگام یازدہم بجانب عراق زدہ ایں بخواندیا شیخ عبدالقادر شیاً للہ دعوات عظیمہ واسرار فخیمہ ودر قضائے حوائج از مجربات ومعلومات شیوخ سلسلہ قادریہ است اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالہ انتباہ فی

سلاسل الاولیاء میں فرماتے ہیں۔ بدانکہ دوگانہ قادریہ از معمولات شیوخ سلسلہ قادریہ است

ودر قضائے حوائج تریاق مجرب است۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زاد المتقین میں لکھا ہے۔ وقتی سخن در دوگانہ قادریہ کہ مسمی بہ صلواۃ الاسرار ومتعارف ایں سلسلہ عالی مقدار است اُفتاد فرمودند کہ شیخ عبدالوہاب خود ایں دوگانہ عالیہ رانمی گزارند وشیخ محمد بکری نیز انتساب بایں سلسلہ عالیہ داشتند وبداں قائل نمودند فقیر عرض کرد کہ ذکر ایں دوگانہ عالیہ در بہجۃ الاسرار کردہ است پس بہجۃ الاسرار طلبیدند فقیر نقل از انجا برآورد۔ فرمودند مگر نقل بایشاں نرسیدہ باشد۔ اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نزدیک بہجۃ الاسرار مسلم الثبوت ہے اور اس میں جو دوگانہ عالیہ کا ذکر ہے وہ بھی جائز ہے پس قول الحاق مولف صاحب کا باطل ہوا اور بکثرت کتابیں دربارے جواز ضرب الاقدام الی العراق موجود ہیں اگر کل کی عبارتیں پیش کی جائیں تو باعث طوالت ہے لہذا کتب مرقومہ بالا پر اکتفا کیا گیا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا تسلیم کرنا استدلال عظیم ہے بناءً علیہ بعض حضرات قادریہ اس پر عمل کرتے ہیں اس میں کسی نوع کا شرک وکفر نہیں اور یہ دعوی کہ بہجۃ الاسرار میں بعض فسقانے الحاق کردیا ہے محض بے دلیل ہے اور قول بعض فسقا ہے ہرگز قابل سماعت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث من عمل

عـمـلا ليس عليه امرنا فهورد کے یہ معنی ہیں کہ جو اعمال قبیحہ ایجاد کئے جائیں وہ منع ہیں اور جو اعمال حسنہ ہوں وہ ہرگز مصداق حدیث و خلاف شرع نہیں اگر آپ کو یہ بات پسند نہ آئے تو از راہ عنایت قول الجمیل مؤلفہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا مطالعہ کیجئے اور جس قدر اعمال واشغال انہوں نے نقل فرمایا ہے سب کو احادیثِ صحیحہ سے ثابت کیجئے درصورت عدم ثبوت از احادیث کیا آپ شاہ صاحب کو مصداق حدیث ٹھہراتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک یاد رکھئے جو توجیہ آپ اُن اشغال واوراد مخصوصہ کے بیان کریں گے وہی عمل مذکور کے ثبوت میں کافی ہے۔ آپ نے انحراف قبلہ جو تحریر فرمایا ہے اس سے کیا غرض ہے۔ اگر یہ مقصد ہے کہ یہ لوگ بحیثیت انکار قبلہ سے منہ پھیرتے ہیں تو محض غلط ہے کیونکہ یہ حضرات تو پھر جب نماز کا وقت آتا ہے تو رُخ قبلہ کی طرف کرتے ہیں اور بکمال خشوع وخضوع نماز پڑھتے ہیں۔ اگر انکار تھا تو پھر یہ قبلہ کی طرف کیوں جھکتے اور اگر صرف قبلہ سے منہ پھیرنا مراد ہے تو بایں معنی آپ اور آپ کے لوگ ہر روز بعد ہر نماز کے قبلہ سے منحرف ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھ کے گھر کی طرف چلے تو پشت قبلہ کی طرف ہوگئی پس پوری طور سے قبلہ سے منحرف ہوگئے بسمت عراق متوجہ ہونے سے پشت قبلہ کی طرف نہیں ہوتی مگر تم لوگ تو قبلہ کی طرف پشت کرکے اچھی طرح منحرف ہوگئے اور یہ جو لکھا ہے کہ یہ غیر خدا

کی عبادت ہے۔ لہذا کفر ہے محض غلط ہے کیونکہ مشی بالاقدام مشابہت صلوۃ کو مانع ہے جب کوئی بسمت عراق چند قدم چلا تو صاف معلوم ہوگیا کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے کیونکہ بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ بھلا کوئی نماز میں بھی چلتا ہے۔ پس مشابہت کافور ہوگئی۔ فقد اکبر ملاحظہ کیجئے کہ جب تک دلیل قطعی نہ ہو کسی مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہیے اب فرمایئے کہ کفر کس پر پلٹا مصرع افسوس چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

اور نفس قیام خاص عبادت خدا نہیں بلکہ سوائے خداوند تعالیٰ کے تعظیماً قیام اوروں کیلئے بھی آیا ہے۔ کتب حدیث کا مطالعہ کیجئے یہاں طول دینا ضرور نہیں قولہ صفحہ (۲۱) اور بہت جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قولہ تعالی وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم اقول مؤلف کی یہ غرض ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ آپ منافقوں کو نہیں جانتے ہیں ہم جانتے ہیں اس سے عدم علم غیب کا ثبوت ہوگیا یہ آیت سورہ براءت میں ہے اور اس کے پیشتر یہ آیت لتعرفنهم جو سورہ محمد میں ہے نازل ہوئی چنانچہ تفسیر اتقان بحث ترتیب نزول سورہ میں یہ امر ہے کہ سورہ محمد جسکو سورہ قتال بھی کہتے ہیں پہلے نازل ہوئی اور سورۃ براءت بعد نازل ہوئی اور جب یہ متحقق ہو چکا کہ آیت لتعرفنهم پہلے ہے آیت لا تعلمهم ونحن تعلم سے تو

مؤلف صاحب کے استدلال کا بطلان واضح ہوگیا۔ جمل کی جلد رابع میں ہے۔ معنی الایة وانک یا محمدلتعرض المنافقین فیما یعرضون به من القول من تهجین امرک وامر المسلمین وتقبیحه والاستهزاء به فکان بعد هذا لا یتکلم منافق عندالنبی صلی الله علیه و سلم الاعرفه بقوله فجوائی کلامه علی فساد باطنه ونفاقه ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم منافقین کا اصول باطنی ان کے فحوائے کلام وغیرہ سے پہچان لیتے ہو دیکھئے آیت لا تعلمهم نحن نعلمهم کے نازل ہونے کے پیشتر ہی خود خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان کے لحن قول اور مقتضائے کلام استہزاء وغیرہ سے حال منافق جانتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیت لا تعلمهم کے پہلے ہی آنحضرت کو علم منافقین تھا من بعد آیت لا تعلمهم نازل ہوئی اب اگر کوئی کہے کہ باوجود علم لا تعلمہم کیوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس وجہ مطابقت یہ ہے کہ پہلے آپ کو علم منافقین اُن کے فحوائے کلام ولحن قول سے تھا کہ آپ ان کے اندازِ کلام اور طرز مرام سے پہچان لیا کرتے تھے گویا اس طریق سے علم حاصل تھا اور طریق آخر وحی الٰہی سے نہ تھا۔ پس ثبوت علم من وجہ اور عدم اس کا بطریق آخر دونوں کا اجتماع ہوسکتا ہے اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دونوں باتیں بیان کردیں کہ یارسول اللہ! آپ منافقوں کو جانتے اور

ان کے فحوائے کلام وغیرہ سے پہچانتے ہیں۔ اور پھر نفی علم بالوحی کو آیت لا تعلمهم نحن نعلهم سے بیان کردیا پس آیت لا تعلمهم دلیل عدم علم غیب کی ہرگز نہوئی کما لا یخفی علی اہل العلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے حال کی برابر خبر تھی۔ عینی شرح بخاری جلد رابع صفحہ(۲۲۱) میں ہے۔ عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال خطب رسول الله صلی الله علیه و سلم یوم الجمعة فقال أخرج یا فلان انک منافق فاخرج من المسجد ناسامنهم فضحهم

اور شرح شفاء ملا علی قاری جلد اول صفحہ(۲۴۱) میں ہے قال ابن عباس رضی الله تعالی عنه کان المنافقون من الرجال ثلثمائة من النساء مائة وسبعین ۔ مردوں میں سے منافق تین سو تھے اور عورتوں میں سے ایک سو ستر تھے اور عینی شرح بخاری کی وہ عبارت پہلے ہم نے نقل کردی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہؓ کو احوال منافقین سے خبر کردی تھی، حضرت عمرؓ کا یہ حال تھا کہ اگر حضرت حذیفہؓ نماز جنازہ کسی کی پڑھتے تو آپ اُس کا اتباع کرتے اگر وہ نہ پڑھتے تو آپ بھی نہ پڑھتے اور علامہ ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوة کی جلد خامس صفحہ ۶۱۸ میں فرمایا: (اَوَلَیسَ فیکم صاحب السر) ای صاحب السر النبی صلے الله علیه و سلم (الذی) لا

يعلمه) اى ذلک السر (غيره) اى غير حذيفة من تلک الاسرار المنافقين انسابهم اسربها الله رسول الله صلى الله عليه وسلم كما دل حديثه الخ اس سے بھی واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض اصحاب کو علم احوال منافقین تھا پس لتعرفتهم میں معرفت احوال منافقین اور وجہ سے ہے اور لا تعلمهم نفی دوسری طرح سے بیان کرنا ضروری ہوا، اور اگر تسلیم کیا جائے کہ آیۃ لا تعلمهم نحن نعلمهم پہلے نازل ہوئی اور آیت لتعرفنهم اس کے بعد نازل ہوئی جیسا کہ بعض کتب تفسیر سے مفہوم ہوتا ہے تب بھی ہمارے لئے مفید ہے کیونکہ آپ پہلے بذریعہ حصول علم ما كان وما يكون احوال منافقین اجمالا معلوم ہی کر چکے تھے اور بذریعہ لحن وقول وفحوائے کلام ہی جان لیا کرتے تھے پس اس طریق سے حصول علم احوال منافقین تھا۔ پس آیت لا تعلمهم سے نفی علم تفصیلی بہ تعلیم الٰہی کی ہے نہ کہ نفی علم من کل الوجوہ ہے پھر آیت لتعرفنهم سے خدائے تعالیٰ نے اُسی علم احوال المنافقین کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشتر حاصل تھا بیان کر دیا کہ آپ تو فحوائے کلام وطرز لحن سے منافقین کو پہچانتے تھے پس اس صورت میں بھی ثبوت علم ایک طریقہ سے ہے۔ اور نفی علم بطریق آخر ہے۔ لہٰذا آیت مذکورہ عدم علم غیب کی دلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی کما ھوا الظاہر۔ مولف صاحب نے صفحہ ۳۱ میں پھر اس آیت کو تحریر کر دیا ہے

حالانکہ پہلے کئی بار تحریر کر چکے ہیں قولہ تعالیٰ و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو یعنے مفاتیح الغیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بیشک حق ہے کہ بالذات ان کا علم سوائے خدا کے اور کو نہیں ہاں بالواسطہ علم ہو تو جائز ہے چنانچہ پہلے اس کی تحقیق گزر چکی چونکہ مولف نے یہاں پھر لکھا ہے لہٰذا ہمیں بھی لکھنا ضرور ہوا۔ سوال یہ ہے کہ مفاتیح الغیب کا علم سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اس کے کیا معنی ہیں؟ اگر کہتے ہو کہ بالذات کوئی نہیں جانتا اور بالواسطہ بھی کوئی نہیں جانتا تو یہ غلط ہے کیونکہ یہ بمنزلہ سالبہ کلیہ کے ہے اس کا نقیض ایجاب جزئی ثابت ہے یعنی آپ کہتے ہو کہ مفاتیح الغیب سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی نوع سے کوئی نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم شریف' بخاری شریف میں حدیث ہے اُس سے واضح ہے کہ آپ نے کل کی بات کی خبر دی ہے۔ عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله فلما اصبح الناس عدوا على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كلهم يرجون ان يعطاها فقال اين على ابن ابى طالب قالوا هو يا رسول الله يشتكى عينيه فارسلوا اليه فاتى به فبصق رسول الله صلى الله عليه و سلم فى عينيه فبراحتى كان لم يكن

به وجع فاعطاه الراية الحديث متفق عليه . بروز خیبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دونگا کہ اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے جب صبح ہوئی تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اس خیال سے کہ ہمیں دیں، پس فرمایا حضرت نے ! کہاں حضرت علی ہیں ؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھنے آئی ہیں کہا بلاؤ اُن کو پس آئے۔ آپ نے اپنا لب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا جس سے وہ اچھے ہوگئے پس جھنڈا انہی کو دیا۔ غور کا مقام ہے کہ جب کوئی کسی نوع سے مفاتیح الغیب جانتا ہی نہیں تو پھر یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کل کی بات کی خبر کیسے دی۔ پس یا تو یوں کہو کہ حدیث غلط ہے یا یوں کہو کہ آیت کا جو مطلب تراشے وہ غلط ہے دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ بخاری شریف و مسلم شریف کی حدیث تو غلط نہیں ہوسکتی پس ثابت ہوا کہ آپ کا تراشا ہوا مطلب سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی طور سے نہ بالذات نہ بالواسطہ کوئی جانتا ہی نہیں غلط اور رد ہوگیا اور اگر یہ کہتے ہو کہ آیت میں بالذات نفی علم غیب ہے اور بالواسطہ خداوند تعالیٰ خبر و علم غیب عنایت کرتا ہے پس میں کہتا ہوں کہ یہی مطلب ہے چنانچہ علمائے اہل سنت نے یہی مطلب بیان کیا ہے کہ کما مر فی الفتاوی، ابوداؤد میں ہے۔ عن سهل

بن الحنظلة أنهم ساروا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم يوم حنين فاطنبوا السير حتى كان عشية فجاء فارس فقال يا رسول الله انى طلعت على جبل كذا و كذا فاذا بهوازن على بكرة ابيهم بظعنهم و نعمهم اجتمعوا الى حنين تبسم رسول الله صلى الله عليه و سلم و قال تلك غنيمة المسلمين غدا ان شاء الله تعالىٰ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام چلے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ پس ایک سوار نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنے اونٹوں اور مال و اسباب کے ساتھ طرف حنین کے جمع ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمائے کہ انشاء اللہ یہ کل کے روز مسلمانوں کی غنیمت ہے یعنی ہمیں کل ان پر فتح ہوگی اور سب مال مسلمانوں کیلئے غنیمت ہوجائے گا۔ یہاں بھی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی۔ اسی طرح واقعہ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض بعض شخص کے متعلق خبر دی ہے کہ یہ جائے گرنے اور پچھڑنے کی فلاں کی ہے یعنی اس جگہ فلاں شخص مارا جائے گا۔ چنانچہ جس طرح حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اُسی طرح ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بای ارض تموت کی خبر آپ نے دی کہ اس جگہ یہ شخص مریگا پھر اسی طرح ہوا اور موطا امام مالک میں ہے کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان کیا کہ میری زوجہ کے شکم میں لڑکی ہے اس سے واضح ہوگیا کہ مافی الارحام کی خبر حضرت صدیق اکبر نے دی۔ پس ظاہر ہوگیا کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ مفاتیح الغیب سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی نوع سے کوئی نہیں جانتا تو لازم آتا ہے کہ احادیث مذکورہ غلط ہوجائیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل۔ یعنی احادیثِ مذکورہ تو باطل نہیں ہوسکتے۔ پس یہ کہنا کہ کسی نوع سے کسی کو غیر خدا کے علم مفاتیح الغیب نہیں باطل ہوگیا وہوالمطلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی مفاتیح الغیب کے نسبت فرماتے ہیں۔ مراد آنست بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس اینہا راندانداں قول مگر آنکہ دے تعالیٰ ازنزد خود بوحی والہام بداناند۔ یعنی ان پانچ چیزوں کو بالذات کوئی نہیں جانتا مگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے بذریعۂ وحی والہام اُن کو معلوم کرائے مؤلف صاحب صفحہ (۱۳) میں یاوہ گوئی کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کی منطق درست نہیں ہوتی وہی جو اوپر جواب دیا گیا کہ ممکن ہے کہ ان کی غرض یہ ہے کہ لفظ بداناند سے امکان نکلتا ہے ماشاء اللہ تعجب تو یہ ہے کہ آپ بغیر علم منطق پڑھے منطق بولنے لگے' اے جناب مقصود یہ ہے کہ جولوگ اس آیت وعندہ مفاتیح الغیب الخ کو عدم علم غیب رسول کیلئے دلیل لاتے ہیں ان کی غرض یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی نوع سے کوئی مفاتیح الغیب جانتا ہی نہیں تو عبارت شیخ سے

ان کی تردید ہوگئی کہ بذریعہ وحی والہام علم مفاتیح الغیب غیر خدا کو جائز ہے پس غرض وہابین باطل ہوگئی اور حصر فی الآیۃ بحسب الذات رہا اور بالواسطہ غیر خدا کو ممکن وجائز رہا اور یہی علمائے اہل سنت کہتے ہیں اب آپ ہی انصاف فرمایئے کہ منطق درست ہوئی یا نہیں۔ اور التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ میں ہے۔ ولک ان تقول ان علم ھذہ الخمسة وان کان لا یعلمھا احد الا اللہ لکن یجوزان یعلمھا من یشاء من محبیه واولیائه بقرینة، قوله ان الله علیھم خبیرا علی ان یکون الخبیر بمعنی المخبر۔ یعنے اگرچہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کوئی جانتا نہیں، مگر جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے دوست اور اولیاء کو معلوم کرادے کیونکہ اللہ تعالیٰ خبیر یعنی خبر دینے والا ہے۔ علامہ شنوانی جمع النہایہ فی بدأ الخیر والغایۃ میں تحریر فرماتے ہیں قال بعض المفسرین لا یعلم ھذا الخمس علما لدنینا ذاتیا بلاواسطة الا الله فالعلم بھذہ الصفة مما اختص الله تعالی بھا واما بواسطة فلا یختص به تعالی بعض مفسرین کہتے ہیں ان پانچ چیزوں کا علم بالذات وبلاواسطہ صفت خاصۂ باری تعالیٰ ہے اور بالواسطہ پس نہیں مختص ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں اولا یہ کہ وہابیوں کا حصر باطل ہوا کہ کسی نوع سے کوئی غیر خدا مفاتیح الغیب کو نہیں جانتا، ثانیا یہاں سے ظاہر ہوگیا

کہ بالذات علم غیب خاصہ رب العزۃ ہے اور بالواسطہ ہرگز خاصہ نہیں پس بذریعہ وحی والہام علم غیب انبیاء واولیاء کو عطا ہونا عین ہمارا ایمان ہے۔ علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔ ولم یخرج صلی اللہ علیہ و سلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ یعنی نہیں تشریف لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے مگر بعد اس کے کہ معلوم کرادیا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو اور شنوانی جمع النہایۃ میں فرماتے ہیں وھذا الحصر ینا فی ان بعض الاولیاء لہ الکشف واجیب بان ھذا الحصر بالنسبۃ العامۃ للخلاصۃ وقدورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ و سلم حتی اطلعہ علی کل شیء یعنی اس حصر سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کو کشف نہیں پس جواب یہ ہے کہ یہ حصر بہ نسبت عام کے ہے خاص کے لحاظ سے نہیں تحقیق وارد ہوا ہے کہ نہیں تشریف لے گئے' آپ دنیا سے مگر یہ کہ مطلع کردیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شئی پر۔ کتاب الابریز صفحہ ۱۸۵ء میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فان علماء الظاہر من المحدثین وغیر ھم اختلفوا فی النبی صلی اللہ علیہ و سلم ھل کان یعلم الخمسۃ المذکورات فی قولہ تعالیٰ و ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ فقال کیف امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ و

سلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لایمکنہ التصرف،الا بمعرفۃ ھذا الخمس میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا علمائے ظاہر محدثین وغیرہم اختلافت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ چیزوں کو جو آیت میں مذکور ہیں جانتے تھے یا نہیں پس فرمایا کہ ان کا علم کیونکر آپ پر خفی رہ سکتا ہے' حالانکہ آپ کی اُمت میں سے ایک اہل تصرف کے لئے نہیں ممکن ہے اس کو تصرف کرنا سوائے معرفت ان پانچ چیزوں کے عینی شرح بخاری جلد اول صفحہ (۳۳۷) میں نفی خمس لا یعلمھا الا اللہ کے تحت میں ہے۔ قال القرطبی لا مطمع لامر فی علم شئی فی ھذہ الامور الخمسۃ بھذا الحدیث وفسر النبی صلی اللہ علیہ و سلم قول اللہ تعالیٰ و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو بھذہ الخمس قال ممن ادعی علم شیء منھا غیر مسندا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کان کاذبا اس سے واضح ہے کہ ان پانچ چیزوں سے کسی چیز کے جاننے کا مدعی بایں شرط کاذب ہے کہ اس کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف نہ کرتا ہو پس واضح ہوگیا کہ ان اشیاء خمسہ کے اسناد رسول اللہ صلی اللہ علیہ د سلم کے ساتھ درست ہے واضح ہو کہ اس خمس کی نسبت ایک اور تقریر کی جاتی ہے کہ آیت کریمہ علمک مالم تکن تعلم عندالفریقین مسلم

الثبوت ہے۔ یعنی معلوم کرادیا آپ کو وہ چیز جو آپ نے نہ جانتے تھے۔
اب سوال یہ ہے کہ اُمورِ خمسہ تحت مالم تعلم ہے یا نہیں اگر کہتے ہو کہ مالم تعلم میں اُمور خمس داخل ہیں تو اس کے نقیض تعلم کے تحت میں ضرور داخل ہوں گے کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے پس ثابت ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ باتوں کو جانتے تھے اور اگر کہتے ہو کہ مالم تعلم میں داخل ہے تو اب علمک سے ان کا علم ہوگیا وھو مطلوب۔ زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر کل اشیاء روشن ہوگئے اور آپ نے اول سے آخر تک کا احوال بیان فرمایا اور آپ کو علم ماکان وما یکون مرحمت ہوا چنانچہ ترمذی و بخاری شریف ونسائی شریف ودیگر کتب احادیث کا حوالہ فتوٰی میں تحریر کیا گیا ہے جو چاہے بغور مطالعہ کرے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہر شئی کا علم آپ کو دیدیا گیا تسلیم کیا جائے تو آیت ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص علیک کے خلاف ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ملاعلی قاری مرقاۃ جلد (۱) صفحہ (۵۰) میں فرماتے ہیں۔ وعن الامام احمد عن ابی امامۃ عن ابی ذر قلت یارسول اللہ کم و فاعدة الانبیاء و قال مائة الف واربعة وعشرون الفا الرسل من ذلک ثلاث مائة و خمسة عشر ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ انبیاء کی

کس قدر تعداد ہے؟ آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار اُن میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں اس حدیث سے واضح ہے کہ کل انبیاء کی مقدار آپ کو معلوم تھی اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کی خبر آپ کو نہیں تھی تو منافاۃ حدیث وآیت میں ہوئی اس لئے ملاعلی قاری فرماتے ہیں وهذا لاینافی قوله تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلاًمن قبلک منهم من قصصنا علیک ومنهم لم نقصص علیک لان المنفی هو التفصیل والثابت هو الاجمال والنفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی۔ فرماتے ہیں کہ حدیث مخالف آیت نہیں کیونکہ نفی تفصیل کی ہے اور ثبوت علم اجمالا ہے یا نفی وحی جلی کی ہے اور ثبوت وحی خفی سے ہے اب منافاۃ جاتی رہی آیت میں جو نفی ہورہی ہے کہ بعض کا قصہ ہم نے نہیں بیان کیا تو یہ معنی کہ یا تو تفصیلاً بیان کیا یا یہ کہ ساتھ وحی جلی کے نہ بیان کیا اور وحی خفی سے آپ کو معلوم ہے اور بعض لوگ تلقیح تمر کو دلیل عدم علم غیب قرار دیتے ہیں جواب یہ ہے شفاء شرح ملاعلی قاری کے جلد اول صفحہ (۷۲۰) میں ہے (خصه من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ای مایتم به اصلاح الامور دنیویة والاخرویة واستشکل بانه صلی الله علیه وسلم وجد الانصار یلحقون النخل فقال لوترکتموه فترکوه فلم یخرج شیئًا واخرج شیصا فقال انتم اعلم

بامردنیا کم واجیب بانه انما کان ظنامنه لاوحیا قال الشیخ السیدی محمد السنوسی ارادانه یحملهم علی خرق العوائد فی ذلک الی باب التوکل وماهنالک فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیا کم ولوامتثلوا تحملوا فی سنة وسنتین لکفوا امرهذه المحنة انتهی ۔ ماتن نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع جمیع مصالح دنیا ودین کے ساتھ خاص کیا شارح نے ایک اشکال تلقیح تمر کو پیش کر کے جواب اس کا شارح نے شیخ سنوسی سے نقل کیا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرق و خلاف عواید پر برانگیختہ کرنے کا اور باب توکل کی طرف منتہی ہونے کا ارادہ کیا تھا اُنہوں نے فرمایا فرمانبرداری نہ کی اور جلدی کی تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دنیا کے کام کو تم بخوبی جانتے ہو اگر وہ سال دوسال تلقیح نہ کرتے اور ترک تلقیح میں آپ کی پیروی کرتے تو اس محنت تلقیح سے چھوٹ جاتے اس کے بعد شارح فرماتے ہیں وھو فی غایة اللطافة اور یہ جواب نہایت ہی لطیف ہے معلوم ہوا کہ ملا علی قادری نے اس کو نہایت پسند کیا اور یہی ملا علی قاری نے شرح شفا جلد ثانی صفحہ (۳۳۸) میں ایک عبارت نقل کی ہے بخوف طوالت ہم نقل نہیں کرتے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تلقیح تمر سے جو آپ نے منع فرمایا تھا اس میں آپ مصیب تھے یعنی آپ سے غلطی نہیں ہوئی تھی مگر صحابہ کرام نے جلدی کی اگر سال دوسال نقصان ثمر

پر صبر کرتے تو پھل بکثرت آتے جس طرح کہ بوقت تلقیح تمر بکثرت ثمر ہوتے تھے پس حدیث مذکور دلیل عدم علم غیب نہیں ہوئی کما ھوالظاہر قولہ صفحہ ۳۰ صحیح بخاری میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی وبکم متفق علیہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی میں غیب نہیں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا عالم ہوگا۔ حالانکہ میں رسول اللہ تعالیٰ کا ہوں۔ اقول مؤلف نے حدیث مذکور کو دلیل عدم علم غیب قرار دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ اور جب کہ اس بات کی خبر نہیں تو بھلا علم غیب کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس ظاہر ہو گیا کہ اعتقاد مؤلف کا یہی ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال کی مطلق خبر نہ تھی اور پہلے ہی ترجمہ فتویٰ میں لکھا ہے کہ آپ کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید والشرک میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حین حیات اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی کہ کیسا ہوگا اور دیگر وہابیوں نے بھی اسی نجدی کا اتباع کر کے یہی مضمون لکھا ہے ان کے نزدیک حدیث مذکور منسوخ نہیں ہے جب ہی تو یہ لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کو عدم علم غیب کی دلیل قرار دیتے ہیں اگر منسوخ تسلیم کر لیں کہ یہ پہلے کا واقعہ تھا من بعد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کرا دیا گیا کہ آپ کے ساتھ

کیا معاملہ ہوگا چنانچہ فتویٰ میں مندرج ہے کہ بخاری شریف میں ہے کہ جب آیۂ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتاخر نازل ہوئی اس وقت صحابہ کرام نے کہا ھنیئًا لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ ماذا یفعل بک حضور کو مبارک ہو کہ تحقیق بیان کردیا، اللہ تعالیٰ نے وہ چیز جو آپ کے ساتھ کریگا اور دوسری آیتیں وحدیثیں فتوی میں مذکور ہوچکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکلی یقین تھا کہ میرے ساتھ نہایت عمدہ معاملہ ہوگا یہاں مکرر لکھنا ضرور ہے پس ہرگز حدیث منسوخ کو دلیل نہ گردانیں مگر یہ وہابی لوگ عداوت قلبی سے مجبور ہیں بوجہ شقاوت ازلی و بغض دلی حدیث مذکور کو منسوخ نہیں کہتے۔ بلافسق اُسی پر اپنا اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حیاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا، افسوس صد افسوس اے حضرات اہل سنت وجماعت بغور ملاحظہ کرو کہ کیسا ان لوگوں کا پلید اعتقاد ہے کس درجہ یہ لوگ گستاخ ہیں الاماں الاماں تنقیص شان مصطفوی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا بلا سے ایمان گیا تو گیا مگر غبار تعصب تو ظاہر و نمایاں ہوگیا یہ لوگ بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے ہیں وہ صرف چالاکی اور عیاری اور ابلہ فریبی ہے۔ چنانچہ مؤلف نے بھی ضمیمۂ رسالہ علم غیب میں عوام کالانعام کو فریب دینے کی غرض سے چند احادیث نقل کی ہیں کہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے ہیں افسوس

صد افسوس اگر آپ کا اعتقاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت درست ہوتا تو آپ اخیر کتاب میں کیوں کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال کی خبر نہ تھی کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا آپ کا تو یہی اعتقاد ہے اور سب وہابیوں کا یہی اعتقاد ہے جیسا کہ ہم نے اوپر تحریر کردیا اب اگر ذرا غیرت و شرم ہے تو یہ ثابت کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا اور آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا پھر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ سچے ہیں تو ثابت کیجئے تا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی روح بھی خوش ہوجائے کہ مجھ سے ثبوت نہ ہوسکا مگر پوت سپوت کچھ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے آپ آمادہ تو ہوجایئے پھر دیکھئے اہل حق اعنی علمائے اہل سنت وجماعت کیسی خبر لیتے ہیں اب میں دُعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ جملہ اہل سنت والجماعت کو وہابیوں سے بچائے اور ان کے مکر وفریب و زور سے محفوظ رکھے اور ان لوگوں کو اس گستاخی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا) کی سزا دنیا و آخرت میں دیوے آمین یا رب العالمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

تمت بالخیر